برزخی زندگی

اور قبر کے عذاب وآرام کے مسائل

تالیف

الشیخ خالد بن عبدالرحمٰن الشایع

اردو ترجمہ

محمد عرفان محمد عمر مدنی

تصحیح ومراجعہ

ابوالمکرّم عبدالجلیل عبدالھادی عبدالخالق مدنی

شایع کردہ اسلامک دعوت سینٹر سلیل ٹیلیفون ۷۸۲۰۵۴۰-۱۰ فیکس ۷۸۲۰۵۴۰-۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين ،الرحمن الرحيم ، ملك يوم الدين
وصلى الله وسلم على المبعوث رحمة للعالمين نبينا محمد
وعلى آله وصحبه والتابعين باحسان الى يوم الدين أما بعد:

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو سب جہان والوں کا پالنہار ہے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، یوم جزا کا مالک ہے، درود وسلام ہو ہمارے نبی محمد (ﷺ) پر جنہیں اللہ نے سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، اور آپ کی آل واولاد اور اصحاب پر اور تا قیامت آپ کی سچی پیروی کرنے والوں پر اما بعد:

زیر نظر کتاب، قبر میں عذاب وآرام اور برزخی زندگی کے متعلق میرے ان چند مقالات کا مجموعہ ہے جسے ہم نے (اخروی زندگی، مناظر اور نصیحتیں) کے موضوع پر مملکت سعودیہ عربیہ سے نشر ہونے والے ریڈیو پروگرام (اذاعۃ القرآن الکریم) میں پیش کیا ہے، مقالات کی اہمیت کے پیش نظر چند اہل علم وفضل کی خواہش تھی انہیں کتابی شکل میں زیور طباعت سے آراستہ کردیا جائے، تاکہ ان کی افادیت عام ہوسکے، چنانچہ میں نے ان کی خواہش پر لبیک کہتے ہوئے مذکورہ مقالات میں سے چند نصیحت آموز، دل پذیر، اور آخرت کی یاددہانی کے لئے اہم مباحث ومسائل کا انتخاب کرکے کتاب کی شکل میں آپ کی خدمت میں پیش کررہا

ہوں ، کتاب میں پیش کردہ مباحث و مسائل جہاں خطبہ جمعہ میں پیش کرنے کے لئے مناسب ہیں، وہیں احباب واخوان کی مجلسوں میں بھی پیش کرنے کے لئے موزوں ہیں.

اللہ رب العالمین سے ہم دعا گو ہیں کہ ہمیں صحیح راہ کی توفیق عطا فرمائے ،ہمیں، ہمارے والدین، ہماری اولاد اور تمام مسلمان بھائی بہنوں کو قیامت کے دن بڑے خوف سے محفوظ رکھے. آمین!

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد

ازقلم /خالد بن عبدالرحمٰن بن حمد الشایع

ریاض، پوسٹ بکس،۵۷۲۴۲

بروز جمعہ بوقت عصر ۱۴۱۹/۱/۱۲ھ۔

مومن روح کا عالم برزخ کا سفر

زیر بحث عنوان کے تحت میں نے ایک حدیث ذکر کیا ہے، جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے انسانی زندگی کے آخری لمحات کو بڑے دلپذیر اور باریک انداز میں بیان کیا ہے، جسد خاکی سے روح کے نکلنے کے بعد، روح کے زمین وآسمان کے درمیان سفر کا ذکر کیا ہے، یہاں تک کہ تمام ارواح عالم برزخ میں اپنے اپنے ٹھکانوں میں پہنچ جاتی ہیں، جو حسب اعمال ان کے لئے جائے عذاب یا جائے آرام ہوتی ہیں.

اس جامع حدیث میں آپ ﷺ نے مؤمن، کافر، متقی وفاسق تمام مکلفین کے ارواح کے اس عظیم سفر کو بیان فرمایا ہے جسے یہاں تفصیلی طور پر تمام الفاظ وروایات کے (ترجمہ کے) ساتھ پیش کیا جارہا ہے.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ ایک انصاری صحابی کے جنازہ میں شرکت کے لئے نکلے، تدفین میت سے پہلے ہم قبرستان پہونچ گئے، آپ ﷺ قبلہ رخ ہوکر بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے اردگرد اس طرح کمال ادب سے بیٹھ گئے جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کریدرہے تھے، تین مرتبہ آپ نے اپنی نظر زمین وآسمان کی طرف اٹھائی اور پست کیا، پھر فرمایا: اے لوگو! عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو، دو یا تین مرتبہ آپ نے یہ کہا، پھر آپ نے یہ دعا پڑھی (اللهم انی أعوذبك من عذاب القبر) اے اللہ! عذاب قبر سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں. اس دعا کو بھی آپ نے تین مرتبہ دہرایا پھر آپ

نے فرمایا: جب بندہ مؤمن کا دنیا سے رخصتی اور عالم آخرت کی طرف کوچ کرنے کا وقت ہوتا ہے تو اس کے پاس انتہائی خوب رو مثل آفتاب روشن چہرے والے فرشتے آتے ہیں، ان کے ہمراہ جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے، اور میت کے قریب تا حد نظر بیٹھ جاتے ہیں. پھر ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں، اور مؤمن کے سر ہانے بیٹھ کر کہتے ہیں اے پاکیزہ روح اور دوسری روایت میں ہے اے مطمئن روح! اپنے رب کی مغفرت اور اس کی رضا کی طرف چل، آپ نے فرمایا: پھر یہ روح جسم سے ایسے نکلتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی ٹپکتا ہے (یعنی بآسانی نکلتی ہے) اس روح کو ملک الموت اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں .
دوسری روایت میں ہے کہ مؤمن کی روح جب اپنے جسم سے جدا ہوتی ہے، تو آسمان اور زمین کے درمیان اور آسمان میں موجود تمام فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، آسمان کے تمام دروازوں کو اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے، اور تمام دروازوں پر حاضر ملائکہ اپنی طرف سے اس کی آمد کے لئے دعاء کرتے ہیں.

جونہی ملک الموت روح قبض کر کے اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں، پلک جھپکنے سے پہلے میت کے قریب موجود فرشتے اسے ان سے لے لیتے ہیں، اور ساتھ لائے ہوئے کفن میں اسے رکھ لیتے ہیں، قبض روح کے متعلق ارشاد باری تعالی ہے ﴿تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ﴾ [الانعام ٦١] ہمارے فرشتے اس کی جان لے لیتے ہیں اور وہ ذرہ برابر بھی کوتاہی نہیں کرتے.
اس پاکیزہ روح سے روئے زمین پر موجود مشک کی سب سے بہترین خوشبو پھوٹتی ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے اس روح کو لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں، فرشتوں کی جس

جماعت سے ان کا گزر رہوتا ہے وہ کہتے ہیں اس قدر پاکیزہ روح کس کی ہے؟ ہمراہ فرشتے جواب میں بہترین سے بہترین نام اور ولدیت بتاتے ہیں، جس سے دنیا میں اسے پکارا جاتا تھا، غرض یہ فرشتے اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں، دروازہ فورا کھول دیا جاتا ہے، ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ہمراہ (اس کی دل جوئی کے لئے) اگلے آسمان تک جاتے ہیں، تا آنکہ ساتویں آسمان تک اس کی رسائی ہو جاتی ہے، اس وقت حکم الٰہی ہوتا ہے: میرے بندے کے نامہ اعمال کو علیین (جنت میں ایک بلند وبالا مقام) میں لکھ دو، (علیین کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے) ﴿ وَمَـآ اَدۡرٰكَ مَـا عِلِّيُّونَ ۙ كِتَـٰبٌ مَّرۡقُومٌ ۙ يَشۡهَدُهُ ٱلۡمُقَرَّبُونَ ﴾ [المطففين: ١٩، ٢١] اور آپ کیا جانیں بلند پایہ لوگوں کا دفتر کیا ہے، وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی، جس کے پاس مقرب (فرشتے) حاضر رہتے ہیں.

تو اس کے نامہ اعمال کا اندراج علیین میں کر دیا جاتا ہے پھر ارشاد الٰہی ہوتا ہے: اس روح کو زمین پر واپس کر دو اس لئے کہ ہمارا ان سے وعدہ ہے کہ ہم نے انھیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے، اسی میں ہم انہیں لوٹائیں گے، پھر اسی سے ہم انہیں دوبارہ نکالیں گے، پھر روح اس کے جسم میں واپس کر دی جاتی ہے، تدفین کے بعد جب لوگ واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے، پھر اس کے پاس دو سخت ڈانٹ والے فرشتے آتے ہیں جو اسے ڈانٹتے اور بٹھاتے ہیں، اور سوال کرتے ہیں (مـــن ربك) تیرا رب کون ہے؟ ' مؤمن بندہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے، پھر سوال کرتے ہیں (ما دينك) تیرا دین

کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے ، پھر اس سے وہ دونوں فرشتے سوال کرتے ہیں (ما ھذ الرجل الذی بعث فیکم) اس آدمی کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جنھیں تم میں بھیجا گیا تھا ؟ تو وہ جواب دیتا: وہ اللہ کے رسول ہیں، فرشتے اس سے کہتے ہیں تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے قرآن مجید کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی ، پھر فرشتہ اسے ڈانٹے گا اور کہے گا (من ربك) تیرا رب کون ہے؟ (ما دینك) تیرا دین کیا ہے؟ (من نبیك) تیرے نبی کون ہیں؟ یہ مؤمن پر پیش ہونے والی آخری آزمائش ہوگی، اور یہی مطلب ہے اس آیت کریمہ کا ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ [ابراھیم: ۲۷] جو لوگ ایمان لائے انہیں اللہ تعالی قول ثابت (کلمہ طیبہ) سے دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھے گا . وہ جواب دے گا میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے، اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں اس وقت، آسمان سے ندا آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لئے جنت کا بستر لگادو، اسے جنت کا لباس پہنادو اور اس کے لئے (قبر میں) جنت کا ایک دروازہ کھول دو، آپ ﷺ نے فرمایا: دراوزہ کھلتے ہی جنت کی خوشبو اور اس کی تر و تازہ ہوائیں اس کے پاس آنے لگتی ہیں اور اس کی قبر تا حد نظر کشادہ کر دی جاتی ہے.

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کے پاس ایک خوبصورت، خوش پوشاک، خوشبو سے بسا ہوا شخص نمودار ہوتا ہے، اور کہتا ہے تمہیں اس چیز کی بشارت ہو جس سے تم خوش ہو جاؤ گے،

تمہیں اللہ کی رضا اور لازوال نعمت والی جنت مبارک ہو، یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، مردہ کہے گا اللہ آپ کو بھی اچھی بشارت دے، آپ کون ہیں؟ آپ کا چہرہ ہی مسرت کا پیغام دیتا ہے، وہ خوش پوشاک آدمی کہے گا میں تیرا نیک عمل ہوں، قسم ہے اللہ کی ہمیشہ ہم نے آپ کو اللہ کی اطاعت میں جلدی کرنے والا، اور اس کی نافرمانی میں سست پایا ہے، جس کا اللہ نے تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمایا ہے. پھر اس کے سامنے جنت وجہنم کا ایک ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا (جہنم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اگر تم اللہ کی نافرمانی کرتے تو یہ تمہارا ٹھکانہ ہوتا، جس کے عوض اللہ نے تمہیں یہ (جنت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) عطا فرمایا ہے، جب وہ جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھے گا تو کہے گا اے رب! قیامت جلدی قائم کرتا کہ میں اپنے اہل وعیال اور مال ومتاع سے جاملوں، اس سے کہا جائے گا ابھی ٹھہرو، جاکے آرام کرو (تاآنکہ قیامت قائم ہوجائے).

یہ مؤمن روح کا عالم برزخ کا سفر ہے جسے اللہ رب العالمین کی مکمل حفاظت ونگہداشت حاصل ہوتی ہے تاکہ خوشی بخوشی اپنے رب اور معبود تک وہ پہنچ جائے جس کی دنیا میں اس نے معرفت حاصل کی اور عبادت کی.

اس کے برعکس آیئے روح بد کے بھیانک اور پرآلام سفر کو دیکھیں!

بُری روح کا سفر عالم برزخ

رہا کافرومنافق اور فاسق فاجر کی روح کا سفر عالم برزخ، تو صادق مصدوق رسول ﷺ کی بیان کردہ کیفیت کو ہم یہاں بیان کررہے ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا: جب کافر کے دنیا چھوڑ کر آخرت کی طرف جانے کا وقت ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے سخت گیر، سخت کلام، سیاہ فام فرشتے آتے ہیں، ان کے ہمراہ جہنم کا ٹاٹ ہوتا ہے، وہ میت کے قریب تاحد نظر بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت آتا ہے اور کافر کے سرہانے بیٹھ کر کہتا ہے: اے ناپاک خبیث روح! اللہ کی ناراضگی اور اس کے غضب کی طرف چل، یہ سنکر روح جسم میں ادھر ادھر (چھپنے کے لئے) بھاگنے لگتی ہے، جسے ملک الموت اسطرح کھینچتا ہے جس طرح بھیگے ہوئے اون سے زیادہ فنی والا آنکڑا کھینچا جاتا ہے، شدت الم سے اس کی رگیں اور پٹھے کٹ کر روح کے ساتھ نکل جاتے ہیں.
اس وقت آسمان وزمین کے درمیان اور آسمان پر موجود تمام فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں، آسمان کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، تمام دروازوں پر حاضر ملائکہ اپنی طرف سے اس روح کے اوپر نہ چڑھانے کی اللہ سے دعا کرتے ہیں، ملک الموت جیسے ہی روح قبض کرتا ہے، ہمراہ فرشتے پلک جھپکنے سے پہلے اسے لے لیتے ہیں، اور ساتھ لائے ہوئے ٹاٹ میں اسے لپیٹ لیتے ہیں. روئے زمین پر موجود سب سے بدترین متعفن لاش کی اس سے بدبو نکلتی ہے، پھر وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں، فرشتوں کے جس گروہ سے ان کا گزر ہوتا ہے وہ سب یہی کہتے ہیں اس قدر بری روح کس کی ہے؟ جواب میں بد سے بدتر نام اور ولدیت بتاتے ہیں جس سے دنیا میں اسے پکارا جاتا تھا، یہاں تک کہ اس روح کو لے کر آسمان دنیا پر پہونچ جاتے ہیں، آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن نہیں کھولا جاتا ، پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی ﴿ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ

السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ﴾

[سورۃ الأعراف: ۴۰] ان کے لئے نہ تو آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوسکیں گے حتی کی اونٹ سوئی کے نا کے میں داخل ہو جائے .

.اس وقت ارشاد باری تعالی ہوتا ہے: میرے بندے کا نامہ اعمال زمین کی نچلی تہہ میں موجود سجین میں لکھ دو، اور اس کی روح کو زمین پر واپس کردو، کیونکہ میرا ان سے وعدہ ہے کہ میں نے انہیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے، اسی میں انہیں واپس کرینگے، اور دوبارہ اسی سے ہم انہیں نکالینگے، پھر اس کی روح زمین پر جھٹک کر پھینک دی جاتی ہے، جو جاکر اس کے جسم میں گرتی ہے، پھر آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی: ﴿ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴾[سورۃ الحج: ۳۱] جس شخص نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا تو وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے گرے پھر اسے پرندے اچک لیں، یا ہوا اسے کسی دور دراز مقام میں پھینک دے.

اب اس کی روح اس کے جسم میں واپس کردی جاتی ہے، تدفین کے بعد واپس ہونے والوں کے جوتوں کی وہ چاپ سنتا ہے، پھر اس کے پاس دوسخت ڈانٹنے والے فرشتے آتے ہیں، جو اسے ڈانتے ہیں اور بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں (من ربك)؟ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے (هاه هاه لا ادری) ہائے افسوس میں نہیں جانتا، پھر وہ سوال کرتے ہیں (ما دينك) تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے (هاه هاه لا

ادری) ہائے افسوس میں نہیں جانتا پھر فرشتے سوال کرتے ہیں (فما تقول فی ھذا الرجل الذی بعث فیکم) تمھارا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جنہیں تمہارے درمیان مبعوث کیا گیا تھا؟ تو وہ آپ کا نام نہیں بتا سکے گا، کہا جائے گا کیا وہ محمد (ﷺ) ہیں؟ تو پھر وہی جواب دے گا (ھاہ ھاہ لا ادری) ہائے افسوس میں نہیں جانتا ،لوگوں کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے، اس سے کہا جائے گا نہ تو نے بذات خود جانا اور نہ جاننے والے کی اتباع کی پھر آسمان سے منادی آواز دے گا، اس نے جھوٹ کہا ،اس کے لئے جہنم کا بستر بچھا دو، اور اس کے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو، دروازہ کھلتے ہی جہنم کی گرمی اور زہریلی ہوائیں قبر میں آنے لگتی ہیں، اور اس کی قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں باہم گتھ جاتی ہیں. پھر اس کے پاس ایک بدصورت ڈراونی شکل والا، بدلباس شخص نمودار ہوتا ہے جس کے بدن سے سڑی ہوئی بدبو نکلتی ہے، میت سے کہتا ہے، تجھے بری بشارت ہو، یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا، مردہ کہے گا اللہ تجھے بھی بری بشارت دے بتا تو کون ہے؟ تیرا چہرہ ہی برائی وخوف کا آئینہ دار ہے، وہ کہتا ہے میں تیرا برا عمل ہوں، اللہ کی قسم میں نے ہمیشہ تجھے اللہ کی اطاعت وفرماں برداری میں سست اور اس کی نافرمانی میں چست پایا ہے، جس کا اللہ نے آج تجھے برا بدلہ دیا ہے. پھر اس پر ایک گونگا بہرہ اور اندھا فرشتہ مسلط کر دیا جاتا ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گھن ہوتا ہے، جس سے اگر کسی پہاڑ پر مار دیا جائے تو وہ مٹی ہو جائے گا، فرشتہ اسے مارتا ہے جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالی اسے پہلے کی حالت میں لوٹا دیتا ہے، فرشتہ دوبارہ اسے مارتا ہے، شدت کرب سے وہ ایسی چیخ مارتا

ہے جسے انسانوں اور جناتوں کو چھوڑ کر دنیا کی ہر مخلوق سنتی ہے، پھر اس کی قبر میں جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور جہنم کا بستر بچھا دیا جاتا ہے، اس وقت مردہ کہتا ہے اے رب قیامت نہ قائم کر(۱)

محترم بھائیو اور بہنو ! یہ روح کا زمین و آسمان کے درمیان کا عظیم سفر تھا . میرے عزیز دوستو! اب ہمیں فکر کرنی چاہیئے کہ میری روح کا سفر کیسے ہوگا کس طرح کے فرشتے ہمارا استقبال کرینگے، دوران سفر ہمیں کس نام سے پکارا جائے گا، قبر میں آزمائش کے وقت ہماری کیا حالت ہوگی، عالم برزخ میں ہمیں کیا ملے گا، کیا ہم عذاب پانے والوں میں ہونگے یا آرام؟.

---

(۱) یہ حدیث صحیح ہے اسے امام احمد نے اپنی مسند (۴/ ۲۸۷ و ۲۹۵) میں مذکورہ ترتیب سے روایت کیا ہے اسی طرح ابوداؤد حدیث نمبر (۳۲۱۰) نسائی (۱/ ۲۸۲) ابن ماجہ حدیث نمبر (۱۵۴۸) و (۱۵۴۹) حاکم (۱/ ۳۷ تا ۴۰) ابوداؤد الطیالسی (۷۵۳) وغیرہ محدثین نے مختلف الفاظ میں مطول اور مختصر طور پر روایت کیا ہے. علامہ ابن القیم نے اعلام الموقعین (۱/ ۲۱۴) اور تھذیب السنن (۴/ ۳۳۷) میں اس کی تصحیح کی ہے، حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر (۲/ ۱۳۱) میں اس حدیث کے بہت سارے الفاظ اور اسناد کی طرف اشارہ کیا ہے . اسی طرح حافظ ابن حجر نے بھی فتح الباری (۳/ ۲۳۴ تا ۲۴۰) میں اس حدیث کے الفاظ واسانید کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس حدیث کے ضمن میں بہت عمدہ فوائد ذکر کیئے ہیں، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف (احکام الجنائز) میں اس حدیث کے تمام الفاظ اور اسانید کو ذکر کیا ہے، اس کتاب میں مذکورہ ترتیب ہم نے اسی کتاب (احکام الجنائز) سے نقل کی ہے جب کہ حدیث کی اصل صحیح البخاری حدیث نمبر (۱۳۶۹) اور صحیح مسلم حدیث نمبر (۲۸۷۱) میں موجود ہے .

محترم بھائیو! بیشک ہر مسلمان اللہ کے عذاب سے نجات، اور اس کی خوشنودی کی امید رکھتا ہے، لیکن انسان اگر تھوڑی دیر کے لئے اپنے نفس کا محاسبہ کرلے تو بات واضح ہو جائے گی کہ اس کی کیا حالت ہے (یعنی نیک اعمال کر رہا ہے یا برے اعمال) ارشاد باری تعالی ہے: ﴿بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ﴾ [سورۃ القیامۃ: ۱۴۔۱۵] بلکہ انسان اپنے آپ کو خود خوب دیکھنے والا ہے، خواہ وہ کتنی معذرتیں پیش کرے.

حلال وحرام واضح ہے، اسی طرح اللہ تعالی کسی کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اس کے سامنے حق واضح نہ کر دیا جائے، پھر اس بیان ووضاحت کے بعد اللہ کا حکم بھی واضح ہے. ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴾ [سورۃ السجدۃ: ۱۸] کیا مؤمن ایسے ہوتا ہے جیسے فاسق، یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے.

مذکورہ حقیقت جاننے کے بعد ہمیں اپنے آپ کا جائزہ لینا چاہئے اگر ہم اللہ تعالی کی اطاعت و بندگی کرتے اور اس کے معاصی سے اجتناب کرتے ہیں، تو ہمیں اللہ تعالی کی خوشنودی اور اس کے عذاب سے نجات کی امید کرنی چاہئے اور مستقبل میں ہمیشہ نیک عمل کرنے کا عزم کرنا چاہیے، اور اگر ہماری حالت اس کے برعکس ہے یعنی ہم اللہ کے فرمودات سے روگردانی اور اسکے معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کرتے ہیں، تو ہم خطرے میں ہیں،

~~ہمیں بصد معذرت، ندامت کے ساتھ اللہ تعالی سے توبہ کرنی چاہئے اور اس کے بعد اللہ کے~~

اس وعدہ سے خوش ہونا چاہئے ﴿إِلاَّ مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾[سورة الفرقان: ۷۰]. ہاں جو شخص توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا ،اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے .

الہی ! ہم تمام لوگوں کو اپنے فرمودات پر عمل کرنے اور منع کردہ چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اور ہمیں دنیا وآخرت میں سعادت نصیب فرما، آمین .

قبر کا عذاب اور نعمتیں

محترم قارئین کرام! علماء اہلسنت کے نزدیک حسب عمل قبر کے عذاب اور آرام پر ایمان لانا واجب اور ضروری ہے.

ہر انسان تین مراحل سے گزرتا ہے، پہلا مرحلہ دنیاوی زندگی، دوسرا مرحلہ برزخی زندگی ،تیسرا مرحلہ اخروی جوابدی اور غیر فانی ہے.

قرآنی آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم برزخ میں ہر انسان کی ایک مخصوص زندگی ہوگی، جہاں اسے امتحان وآزمائش کے بعد آرام یا عذاب ہوگا .

چنانچہ علماء اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد مردہ عذاب یا آرام میں ہوگا، اور عذاب وآرام کا تعلق روح اور بدن دونوں سے ہوگا، البتہ روح کا بدن سے جدائی کے وقت عذاب و آرام، روح پر ہوگا، لیکن جب کبھی بھی روح بدن سے ملے گی تو عذاب وآرام دونوں کو ہوگا پھر قیامت کے دن تمام ارواح کو ان کے جسموں میں واپس کر دیا جائے گا اور سارے لوگ اپنی قبروں سے نکل کر اللہ کے حضور پیش ہونگے (۱)

عذاب قبر کے متعلق قرآنی دلائل:

(۱) ارشاد باری تعالی ہے﴿ وَحَـاقَ بِـآلِ فِـرْعَـوْنَ سُـوءُ الْعَذَابِ. النَّارُ

---

(۱) فتاوی لشیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۲۴۸/۴).

﴿ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا ءَالَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴾[سورۃ غافر،۴۵،۴٦].اورآل فرعون خود ہی عذاب میں گھر گئے ،وہ صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں،اورجس دن قیامت قائم ہوگی توحکم ہوگا کہ شدیدترین عذاب میں آل فرعون کوداخل کردو.

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فرعون اوراس کے پیروکاروں کی ارواح کوتا قیامت ہرصبح وشام آگ پرپیش کیا جائے گااور قیامت کے دن ان کے ارواح واجسام کو یکجا جہنم میں ڈالا جائے گا.

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے﴿ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوٓا ءَالَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴾.

اہل سنت کے نزدیک یہ آیت کریمہ﴿ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ﴾ عالم برزخ میں قبر کے عذاب پربنیادی دلیل ہے(١)

دوسری دلیل ارشاد باری تعالی ہے﴿ فَذَرْهُمْ حَتَّى يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ۔يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۔وَ إِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾[سورۃ الطّور:۴۵تا۴۷] لہٰذا انہیں ان کے حال پرچھوڑ دیجئے حتی کہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس میں یہ بیہوش ہوکرگر پڑیں گے،جس دن ان کی کوئی چال ان کے کام نہ آئے گی

---

(١)تفسیر ابن کثیر(۴/۸۵) طبع دارالسلام ۱۴۱۳ھ۔

نہ ہی انہیں کہیں سے مدد مل سکے گی، بلاشبہ ظالموں کے لئے اس اخروی عذاب کے علاوہ (بھی) عذاب ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں.

اللہ تعالی کا فرمان ﴿وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ﴾ سے بظاہر عذاب برزخ مراد ہے جیسا کہ علامہ ابن القیم نے اپنی کتاب (الروح) میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے آپ فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ سے ایک جماعت نے جس میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں عذاب قبر پر استدلال کیا ہے(۱)

عذاب قبر پر احادیث سے دلائل:

عذاب قبر کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ سے بے شمار صحیح احادیث مروی ہیں، جو بعض علماء کے نزدیک متواتر ہیں (۲) (ان میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں:)

(۱) براء بن عازب کی سابقہ حدیث ہے جو جو کتب سنن اور مسند احمد میں مروی ہے عذاب قبر کے متعلق سب سے مفصل اور کامل ہے.

(۲) صحیح بخاری (۳) میں عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور عذاب قبر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا اللہ تمہیں عذاب قبر سے بچائے، عائشہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں: (اس کے بعد) میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عذاب قبر کے

---

(۱) کتاب الروح (۱/۳۳۸) طبع دار ابن تیمیہ: العموش

(۲) ملاحظہ ہو مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۴/۲۸۵) وکتاب الروح (۱/۲۸۴)

(۳) حدیث نمبر (۱۳۷۳)

بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں عذاب قبر ہوگا، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: عذاب قبر برحق ہے، حضرت عائشہ کہتی ہیں اسکے بعد جب بھی میں نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھا آپ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے پایا.

(۳) صحیح بخاری (۱) ہی میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنھا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں: ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، تو آپ نے اس آزمائش کا ذکر کیا جو آدمی کو قبر میں ہوتی ہے، جب آپ نے اس آزمائش کو ذکر کیا تو لوگ زور سے چیخ اٹھے، اور سنن نسائی میں حضرت اسماء کا یہ قول زیادہ ہے کہ مسلمانوں نے اتنے زور سے چیخ ماری کہ میں آپ ﷺ کی آخری بات سمجھ نہ سکی جب ان کی چیخ بند ہوئی تو میں نے ایک شخص سے کہا جو میرے قریب تھا: اللہ تجھ کو برکت دے! اللہ کے رسول ﷺ نے آخر میں کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر وحی آئی ہے تم قبر میں آزمائے جاؤ گے، قریب قریب اس آزمائش کے جو دجال کے سامنے ہوگی .

(۴) صحیح مسلم (۲) میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ بنونجار کے ایک باغ میں اپنے خچر پر جا رہے تھے، اور ہم آپ کے ساتھ تھے اتنے میں آپ کا خچر چند قبروں کے پاس جنکی تعداد چھ یا پانچ یا چار تھی اتنے زور سے بدکا کہ قریب تھا، کہ آپ کو گرا دے، آپ نے فرمایا: ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے ؟ ایک شخص

---

(۱) حدیث نمبر (۱۳۷۳)

(۲) حدیث نمبر (۷۲۸)

بولا میں جانتا ہوں آپ نے فرمایا: یہ کب مرے ہیں؟ اس نے کہا شرک کے زمانے میں، آپ نے فرمایا اس امت کو قبر میں آزمایا جاتا ہے، اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے، تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تم کو بھی عذاب قبر سنا دے جو میں سنتا ہوں، پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: پناہ مانگو اللہ تعالی کی عذاب جہنم سے لوگوں نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی عذاب جہنم سے پھر آپ نے فرمایا: پناہ مانگو اللہ کی عذاب قبر سے لوگوں نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی عذاب قبر سے، پھر آپ نے فرمایا: ہر ظاہر و پوشیدہ آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگو، لوگوں نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالی کی ہر ظاہر و پوشیدہ آزمائش سے آپ ﷺ نے فرمایا فتنہ دجال سے اللہ کی پناہ مانگو، لوگوں نے کہا ہم فتنہ دجال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں.

(۴) صحیح مسلم اور سنن میں (۱) ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کوئی تشھد اخیر سے فارغ ہو تو اسے چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے، عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے، موت وزندگی کی آزمائش سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے.

(۵) عذاب قبر پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے امام مسلم نے اپنے صحیح میں (۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ صحابہ کرام کو یہ دعا

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر (۵۸۸)، سنن ابو داؤد (۹۸۳)، سنن نسائی (۳/ ۵۸)، سنن ابن ماجہ (۹۰۹).
(۲) حدیث نمبر (۵۹۰).

قرآن کی سورت کی طرح سکھاتے تھے (اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ اَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبرِ وَاَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَاوَ الْمَمَاتِ وَاَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)اے اللہ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں عذاب جہنم سے، اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں عذاب قبر سے، اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں موت وزندگی کی آزمائش سے اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں مسیح دجال کے فتنہ سے.

۶۔صحیح بخاری (۱) اور صحیح مسلم (۲) میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ غروب آفتاب کے بعد نکلے، اتنے میں آپ نے ایک آواز سنی، آپ نے فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہورہا ہے.

محترم بھائیو! سابقہ قرآنی آیات واحادیث نبویہ سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کی قبر میں ایک مخصوص زندگی ہوگی جس میں روح کا بدن سے ایک خاص تعلق ہوگا، اور ہر انسان کو اس کے اعمال کے اعتبار سے عذاب یا آرام ہوگا، یہاں ہمیں ایک اور بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ عالم برزخ کا تعلق عالم غیب سے ہے جس پر ہر مسلمان کو قرآن وحدیث کی رہنمائی میں ایمان لانا واجب وضروری ہے جیسا کہ ان شاءاللہ آئندہ صفحات میں دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ قبر میں عذاب یا آرام کے مسائل کو مزید تفصیل اور توضیح کے ساتھ بیان کیا جائیگا.

الٰہی ! تو ہماری، ہمارے والدین کی اور تمام مسلمانوں کی قبروں کو گوشہ بہشت بنا آمین

---

(۱) حدیث (نمبر ۱۳۷۵)

(۲) حدیث نمبر (۲۸۶۹)

قبر میں عذاب وآرام کے متعلق ائمہ کے چند اقوال

اس مسئلے کے اثبات کے لئے ائمہ کے چند اقوال درج ذیل ہیں

تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ انسان مرنے کے بعد اپنی قبر میں عذاب یا آرام میں ہوگا، اور عذاب وآرام کا اثر روح و بدن دونوں پر ہوگا، روح بدن سے الگ ہونے کی صورت میں عذاب میں ہوگی یا آرام میں، اور جب کبھی بھی بدن سے ملے گی تو عذاب یا آرام کا اثر دونوں پر ہوگا، قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش ہونے کے لئے تمام ارواح کو ان کے ابدان میں واپس کر دیا جائے گا اور وہ سب اللہ کے سامنے اٹھ کھڑے ہوں گے. شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ یہ ساری باتیں علماء اہل حدیث وسنت کے نزدیک متفق علیہ ہیں (۱) علامہ ابن القیم نے امام احمد حنبل سے نقل کیا ہے کہ عذاب قبر برحق ہے اس کا انکار گمراہ یا گمراہ کن کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا ہے (۲)

اور حنبل نے کہا کہ: ہم نے ابوعبداللہ (امام احمد بن حنبل) سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا: عذاب قبر کے متعلق وارد احادیث صحیح ہیں، ہم انہیں ثابت کرتے ہیں، اوران پر ہمارا ایمان ہے، اور جب بھی کوئی حدیث اللہ کے رسول ﷺ سے صحیح سند سے وارد ہوتی ہے ہم اسے ثابت کرتے ہیں، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ سے صحیح سند سے

---

(۱) مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۲۸۴/۴)

(۲) ملاحظہ ہو کتاب الروح (ص ۱٦٦) طبع دار ابن کثیر تحقیق یوسف علی بدیوی.

ثابت شدہ احادیث کا انکار کرنا اللہ کے حکم کا انکار کرنا ہے، ارشاد باری تعالی ہے﴿ وَمَا ءَاتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ﴾[الحشر:۷] ترجمہ جو کچھ تمہیں اللہ کے رسول دیں اسے لے لو.

حنبل کہتے کہ پھر میں نے پوچھا کیا عذاب قبر برحق ہے؟ تو آپ نے کہا ہاں عذاب قبر برحق ہے لوگوں کو ان کے قبر میں عذاب ہوگا (۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی مؤلفات میں کئی مقامات پر عذاب قبر کو ثابت کیا ہے، چنانچہ اپنی کتاب عقیدہ واسطیہ میں لکھتے ہیں: یوم آخرت پر ایمان لانے کے ضمن میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جنکی اللہ کے رسول ﷺ نے موت کے بعد واقع ہونے کی خبر دی ہے، چنانچہ اہل سنت و الجماعت قبر کی آزمائش اور (حسب اعمال) اس کے عذاب وآرام پر ایمان رکھتے ہیں .

آزمائش قبر سے مراد وہ سوالات ہیں جو ہر آدمی سے قبر میں ہونگے، یعنی اس سے کہا جائیگا (من ربك) تیرا رب کون ہے؟ اور (ما دينك) تیرا دین کیا ہے؟ اور (من نبيك) تیرے نبی کون ہیں؟. اللہ تعالی اہل ایمان کو دنیا وآخرت میں صحیح بات پر ثابت قدم رکھتا ہے چنانچہ مؤمن کہے گا میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے، اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں. لیکن شک والا (کافر ومنافق) تو وہ کہے گا (هاء هاء لا ادری) ہائے افسوس میں نہیں جانتا

لوگوں کو ایک بات کہتے ہوئے سنا اسی کو میں نے بھی کہہ دیا، یہ کہتے ہی اسے لوہے کی گرز سے مارا جائیگا، شدت الم سے وہ زور سے چیخے گا جسے انسان (وجنات) کو چھوڑ کر دنیا کی ہر شئی سنے گی اور اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے (۱)

....

(۱) الروح (ص۱٦٦) ط ابن کثیر تحقیق یوسف علی بدیوی

علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اہل سنت والجماعت کا ایمان ہے کہ تمام مستحقین عذاب کو قبر میں عذاب ہوگا، نیز ہر مردے سے منکر نکیر قبر میں اس کے رب اس کے دین اور اس کے نبی کے بارے میں سوال کریں گے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے صحابہ کرام سے ثابت ہے، اسی طرح ان کا یہ بھی ایمان ہے کہ قبر جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے، یا جہنم کے گڈھوں میں سے ایک گڈھا ہے (۲)

اسی طرح علامہ ابن القیم بھی عذاب قبر کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ عذاب قبر سے مراد عذاب برزخ ہے، چنانچہ ہر مستحق عذاب کو عالم برزخ میں عذاب ہوگا چاہے اسے دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے، اسے درندے کھالیں یا اسے جلا کر اس کی راکھ کو ہوا میں اڑا دی جائے، سمندر میں ڈوب کر مر جائے یا اسے سولی پر چڑھا دیا جائے، جس طرح بھی اس کی موت واقع ہوئی ہو اور جہاں بھی ہو مدفون کی طرح اس کے بھی روح وجسم کو عذاب ہوگا (۳).

بہرحال دنیا وآخرت کے درمیان اس عالم برزخ میں تمام ارواح کو حسب اعمال عذاب و آرام ہوگا، یہ اور بات ہے کہ اسباب عذاب وآرام میں فرق ہونے کی وجہ سے ان کی کیفیت میں بھی فرق ہوگا.

---

(۱) العقیدہ الواسطیہ مع شرح الروضہ الندیہ (ص ۳۱۱) طبع الوطن (للشیخ زید بن عبد العزیز الفیاض رحمہ اللہ).

(۲) شرح العقیدہ الطحاویہ (ص ۵۷۲) طبع الرسالہ.

(۳) الروح (ص ۱۶۸).

اقوام سابقہ میں سے ایک آدمی نے عذاب برزخ سے بچنے کے لئے اپنے بچوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اسے جلا کر کچھ راکھ تیز ہواؤں میں اڑا دینا، اور کچھ سمندر میں پھینک دینا، چنانچہ اس کے بچوں نے ایسا ہی کیا، لیکن بحکم الہی سمندر اور خشکی نے اپنے اپنے اندر موجود راکھ کے تمام اجزاء کو اکٹھا کر دیا، پھر حکم الہی ہوا کہ کھڑے ہو جا، وہ مردہ فوراً اللہ کے حضور زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا، اللہ نے کہا تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا اے اللہ تیرے خوف سے جیسا کہ تو بہتر جانتا ہے، چنانچہ اللہ رب العالمین نے اسے معاف کر دیا.(۱) بہر حال عالم برزخ میں آرام وعذاب ہر انسان کو ہوگا، اجزاء جسم کی کوئی بھی کیفیت ہو اور کہیں بھی ہوں، اس سے اس کے عذاب و آرام میں کوئی فرق نہیں ہوگا، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عالم برزخ میں راکھ شدہ اجزاء جسم کو بھی آرام وعذاب ہوگا، یہاں تک کہ اگر کسی (مردہ) آدمی کو تیز ہواؤں میں درخت پر لٹکا دیا جائے تو اسے بھی برزخی عذاب و آرام ضرور ہوگا، اور اگر کسی نیک آدمی کو تہ بتہ آگ کے شعلوں کے نیچے دفن کر دیا جائے تو اس کے جسم و روح کو برزخی سکون و راحت میسر ہوگی، اور اللہ تعالی اس کے لئے یہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دیگا، اس لئے کہ تمام عناصر عالم اپنے خالق و مالک کے تابع ہیں جس طرح وہ چاہتا ہے ان کی حالت کو بدلتا ہے، اس کے لئے کچھ مشکل اور دشوار نہیں، بلکہ کائنات کی ہر شئی اس کی مشیئت کے تابع اور اس کے حکم کی فرماں بردار ہے. اللہ کی اس قدرت کاملہ کا انکار کرنا اس کی ذات اور اسکی ربوبیت کے انکار کے مترادف ہے.

---

(۱) صحیح البخاری حدیث نمبر (٦٤٨١).

یادرہے عالم برزخ کاتعلق عالم غیب سے ہےجس پراجمالی اورتفصیلی ایمان لا نا ہر مسلمان مردوعورت کے لئےضروری ہے، جواحوال برزخ قرآن وحدیث میں تفصیلی طور پر ذکر ہیں ان پرتفصیلی طور سے اور جواجمالی طور سے ذکر ہیں ان پراجمالی طور سے ایمان لانا ضروری ہے.اسی طرح اصل یہی ہے کہ ہم اپنی دنیاوی بصارت وسماعت سے برزخ میں ہونے والے احوال کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں،لیکن کبھی کبھارالله رب العالمین اپنے بعض بندوں کے لئے کچھ احوال برزخ ظاہرفرمادیتے ہیں،شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہت سارےلوگوں کے لئے احوال برزخ کا انکشاف ہوا ہے، یہاں تک کہ انہوں نے قبر میں عذاب پانے والوں کی چیخ وپکار کوسنی ہےاوران کوعذاب میں مبتلا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے،جیسا کہ اس ضمن میں بہت سارے واقعات وآثارمعروف ومشہور ہیں،لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عذاب ہمیشہ بدن پرہی ہو بلکہ ممکن ہے کہ کچھ حالات میں عذاب بدن (وروح دونوں) پرہوتا ہے (ورنہ صرف روح پر) (۱).

عذاب برزخ کےمتعلق چند دلائل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کا گزرمکہ یامدینہ کےایک باغ سے ہوا،آپ نے دوآدمیوں کی آوازسنی جنہیں ان کی قبر میں عذاب ہورہا تھا،آپ نے فرمایا: ان دونوں قبر والوں پرعذاب ہورہا ہےاور کچھ بڑے گناہ

(۱) مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۲۹۶/۴).

پرنہیں (جن سے بچنا مشکل ہو) پھرآپ نے فرمایا: لیکن یہ اللہ کے نزدیک بڑے ہیں، ایک توان میں سے اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا، پھرآپ نے ایک ہری ٹہنی منگوائی اوراسے توڑکردوٹکڑے کیا، اور ہر قبر پرایک ایک ٹکڑے کو گاڑ دیا، جب آپ سے ایسا کرنے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپنے فرمایا: شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں ان کے عذاب میں تخفیف کردی جائے (۱) .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے ایک بندے کوقبر میں سوکوڑا لگانے کا حکم ہوا، وہ برابر عذاب میں تخفیف کی دعا کرتا رہا یہاں تک کہ تخفیف کرکے ایک کوڑا کردیا گیا، اسے جب وہ لگایا گیا تواس کی قبرآگ سے بھر گئی، عذاب کی کیفیت دور ہونے کے بعدکوڑا لگانے والوں سے اس نے کہا آپ لوگوں نے مجھے کس جرم میں یہ کوڑا لگایا ہے؟ جواب میں اس سے کہا گیا تونے ایک نماز بغیر طہارت کے پڑھی ہے اور تیرا گزر ایک مظلوم سے ہوا تواس کی مدد نہیں کی (۲)

(۳) اسی سے متعلق ایک واقعہ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب (القبور) میں ذکر کیا ہے اوراسی سے ابن القیم نے بھی اپنی کتاب (الروح) میں نقل کیا ہے کہ سوید بن حجیم ایک ثقہ تابعی ہیں وہ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہمارا گزر ہمارے اور بصرہ کے درمیان واقع چشموں سے ہوا، تو ہم نے گدھے کی آواز سنی، لوگوں سے پوچھا یہ گدھے کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟ انھوں نے

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر(۲۱۶).

(۲) شرح مشکل الآثار (۲۱۲/۸) حدیث نمبر (۳۱۸۵) حدیث کی سند حسن ہے

کہا: یہ قبر میں دفن شدہ ایک آدمی ایک آدمی کی آواز ہے، جو ہمارے ہی شہر کا باشندہ تھا، جب اس کی ماں اس سے کچھ کہتی تھی تو اس سے کہتا کہ گدھے کی طرح چیختی رہو، جب سے اس کا انتقال ہوا ہے برابر اس کی قبر سے یہ آواز آرہی ہے(۱).

احوال قبر کے مشاہدے کے متعلق بہت سارے واقعات موجود ہیں جن کا اس کتابچہ میں احصاء کرنا مشکل ہے، مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند واقعات اوپر درج کر دیے گئے، ہیں، بہرصورت جو بھی ہو یہ قبریں جو بظاہر پرسکون نظر آتی ہیں ان کا اندرونی حصہ اوپر سے بالکل مختلف ہے، ان کے اندر کتنے لوگ غم و پریشانی اور عذاب میں مبتلا ہیں، اور کتنے فرحاں وشاداں آرام وراحت کی زندگی ابدی نیند سو رہے ہیں.

قبر والوں کے چند حالات:

امام بخاری نے اپنی صحیح کے اندر(کتاب التعبیر کے باب الرؤیا بعد صلاۃ الصبح) میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ (صبح کی نماز کے بعد) بکثرت لوگوں سے پوچھتے تھے(هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا) کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ خواب دیکھنے والے آپ سے اپنے خواب بیان کرتے ،ایک دن فجر کی نماز کے بعد آپ نے فرمایا: آج کی رات میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے اٹھایا (یعنی حالت نیند میں دو فرشتے آئے اور آپ کو چلنے کے لئے کہا أنبیاء کرام کا خواب بھی وحی ہوا کرتا ہے) اس کے بعد آپ نے خواب کی پوری تفصیل بیان فرمائی، (اس جگہ خواب کے صرف انہی حصوں کو ذکر کیا جا رہا ہے جن کا تعلق عذاب قبر سے ہے)

(۱) الروح (ص ۳۱۹)

آپ نے فرمایا: ہمارا گزر ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس سے ہوا جس کے پاس ایک دوسرا آدمی بڑا سا پتھر لئے کھڑا ہے، وہ پتھر سے اس کے سر پر اتنے زور سے مارتا ہے کہ اس کا سر پاش پاش ہو جاتا ہے پتھر لڑھک کر دور تک چلا جاتا ہے، وہ پتھر لانے کے لئے اس کے پیچھے پیچھے جاتا ہے، ابھی وہ پتھر لا کر اس کے پاس نہیں پہنچتا ہے کہ دوبارہ اس کا سر پہلی حالت میں واپس آجاتا ہے، لوٹنے کے بعد پھر اس کے سر کے ساتھ وہی کرتا ہے جو پہلی بار کیا تھا، خواب کے آخر میں ہمراہ فرشتوں نے اس کا گناہ بتاتے ہوئے کہا، یہ وہ شخص ہے جو قرآن حاصل کرنے کے بعد اسے ترک کر دیتا تھا (یعنی حفظ کر کے بھلا دیتا تھا یا سیکھنے کے بعد اس پر عمل نہیں کرتا تھا) اور فرض نماز چھوڑ کر سو یا رہتا تھا. ترک نماز کی معصیت کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ۔ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ﴾ [سورۃ الماعون: ۴-۵] پھر ایسے نمازیوں کے لئے (بھی) ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں.

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لفظ (ساھون) سے مراد یا تو یہ ہے کہ یہ لوگ اول وقت سے غفلت کرتے ہیں، یعنی اکثر و بیشتر یہ لوگ نماز آخری وقت میں پڑھتے ہیں، یا اس سے مراد نماز کے شروط وارکان کی ادائیگی میں غفلت ہے، یعنی یہ لوگ صحیح طور پر نماز کے شروط وارکان کی ادائیگی نہیں کرتے، یا لفظ (ساھون) سے مراد نماز میں خشوع وخضوع اور اس کے معانی میں غور وفکر میں غفلت ہے، بہر صورت یہ لفظ مذکورہ تمام تفاسیر کو شامل ہے، جس کی نماز میں ان خامیوں میں سے کوئی بھی خامی پائی گئی اسے اس کے حساب سے گناہ ہوگا اور جس کے اندر یہ تمام خامیاں پائی گئیں اس کا عملی نفاق مکمل ہو گیا(۱)

۲/ ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر (۵۵۴/۴).

سمرہ بن جندب کی حدیث میں آپ ﷺ آگے فرماتے ہیں: کہ پھر ہمارا گزر خون کی مانند ایک سرخ نہر سے ہوا جس میں ایک تیراک تیر رہا تھا، اور ساحل نہر پر ایک دوسرا آدمی بہت سارے پتھروں کو جمع کئے بیٹھا ہے یہ تیرنے والا جب تک تیرتا ہے تیرتا ہے، پھر اس کے پاس آتا ہے جس نے اپنے پاس بہت سارے پتھر جمع کر رکھے ہیں، اور اس کے سامنے اپنا منہ کھولتا ہے، فوراً وہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا ہے جس کے بعد دوبارہ وہ نہر میں تیرتا ہوا چلا جاتا ہے، جب بھی اس کے پاس لوٹ کر آتا ہے اس کے سامنے اپنے منہ کو کھولتا ہے بیٹھا ہوا شخص اس کے منہ میں پھر پتھر ڈال دیتا ہے، خواب کے اخیر میں دونوں فرشتوں نے نہر میں تیرنے والے کے گناہ کو بتاتے ہوئے کہا یہ سودخور انسان ہے.

ابن ہبیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: سودخور کو سرخ نہر میں پتھر کی سزا اس لئے دی جارہی ہے کہ سود اصل میں سونے میں ہوتا ہے، اور سونا سرخ ہوتا ہے رہا پتھر کو منہ میں ڈالنا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ، جس طرح پتھر کے کھانے سے آدمی کی بھوک ختم نہیں ہوسکتی اسی طرح یہ سود ہے جو سودخور کی نظر میں اگرچہ مال کی زیادتی کا باعث ہے، لیکن حقیقت میں اللہ رب العالمین اس مال کی برکت کو ختم کر دیتے ہیں (۱).

سودخور کو عالم برزخ میں ہونے والا یہ عذاب قیامت تک باقی رہے گا. ارشاد باری تعالی ہے:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَنُ مِنَ الْمَسِّ﴾[البقرة: ۲۷۵] جولوگ سود کھاتے ہیں وہ یوں کھڑے ہوں

(۱) فتح الباری (۴۴۵/۱۲).

گے جیسے شیطان نے کسی شخص کو لپٹ کر اسے مخبوط الحواس بنا دیا ہو یعنی سودخور لوگ قیامت کے دن اپنی قبر سے آسیب زدہ انسان کی طرح گرتے پڑتے اٹھیں گے.

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سودخور قیامت کے دن اپنی قبر سے اس پاگل کی طرح اٹھیں گے جس کا گلا شدت کرب سے گھٹا جا رہا ہو(۱)

ایک قول ہے کہ قبر سے اٹھتے وقت سودخوروں کے پیٹ حاملہ عورتوں کی طرح ابھرے ہونگے ، جب بھی وہ کھڑے ہونگے فورا گر پڑیں گے لوگ انہیں روندتے ہوئے (میدان محشر کی طرف) جائیں گے ، پیٹ کی سوجن قیامت کے دن سودخوروں کی پہچان ہوگی جسے دیکھ کر لوگ انہیں فورا پہچان جائیں گے کہ دنیا میں یہ لوگ سودخور تھے، پھر اصل عذاب انہیں بعد میں ہوگا (۲)

سمرہ بن جندب کی مذکورہ حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ خواب کی مزید تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پھر ہمارا گزر تنور جیسے ایک گڑھے پر ہوا، دوسری روایت میں ہے: اس کا بالائی حصہ تنگ اور زیریں حصہ کشادہ تھا، نیز زیریں حصے میں آگ جل رہی تھی اور اس میں بہت شور اور چیخ و پکار ہو رہا تھا، جب میں نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس

....

(۱) تفسیر ابن کثیر (۳۲۶/۱)

(۲) تفسیر القرطبی (۳۵۴/۳)

میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں، ان کے نیچے سے آگ کے شعلے اٹھتے، جسے لگتے یہ لوگ شدت سوزش سے چیخنے لگتے، خواب کے اخیر میں ہے کہ یہ لوگ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں گناہ و عذاب کی مناسبت یہ ہے کہ ان لوگوں نے عار و ذلت کے خوف سے زنا خلوت میں کیا تھا، اس لئے انہیں ننگے عذاب دے کر ذلیل و رسوا کیا گیا، رہا نیچے سے عذاب ہونے کی حکمت تو چونکہ زنا کا صدور اعضاء زیریں سے ہوتا ہے اس لئے انہیں عذاب نیچے سے دیا جا رہا تھا(۱).

زنا کے عذاب کی سنگینی کے پیش نظر تمام مرد و عورت کو زنا سے حد درجہ دور رہنا چاہیے، بلکہ ان تمام وسائل و اسباب سے بھی دور رہنا چاہئے جو زنا کی راہ ہموار کرتے ہیں جیسے غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت، عورت کا اظہار جمال و زینت، حرام کردہ چیزوں کو دیکھنا، گانے سننا جو بدفعلی کیلئے ابھارتے ہیں وغیرہ.

مذکورہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ہمارا گزر ایک ایسے آدمی سے ہوا جو چت لیٹا ہوا ہے، اور اس کے پاس ایک دوسرا شخص لوہے کا زنبور لئے ہوائے کھڑا ہے، وہ اسکے چہرے کے ایک طرف آتا ہے، اور اس کے جبڑے کو اس کی گدی تک چیر دیتا ہے، اس کے نتھنے کو اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک چیر دیتا ہے، پھر وہ اس کے چہرے کے دوسری جانب آتا ہے، اور وہی عمل کرتا ہے جو اس نے پہلی جانب کیا تھا، ابھی اس جانب سے فارغ نہیں ہو پاتا ہے، کہ دوسری جانب پہلے کی طرح درست ہو جاتی ہے، پھر وہ اس کی طرف آتا

---

(۱) فتح الباری (۴۴۳/۱۲).

ہے اور وہی کچھ کرتا ہے، جو پہلی مرتبہ میں کیا تھا، حدیث کے اخیر میں ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور ایسا جھوٹ بولتا جو دنیا کے کناروں تک پھیل جاتا.

اسی طرح عالم برزخ میں آپ نے غیبت کرنے والوں کو بھی عذاب میں مبتلا دیکھا، جیسا کہ امام احمد (۱) اور امام ابوداود (۲) نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (یعنی ان کی غیبت کرتے) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے.

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ جن بداعمالیوں کی پاداش میں آپ ﷺ نے لوگوں کو عالم برزخ میں عذاب میں مبتلا دیکھا ان کے ارتکاب کرنے والوں کو ان سے بچنا چاہئے، ورنہ انھیں بھی ایسے ہی عذاب سے دوچار ہونا پڑیگا. عالم برزخ میں ہونے والے عذاب وآرام کے دیکھنے کے بارے اور بھی نمونے موجود ہیں جو اس موضوع کی کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں.

اللہ تعالی ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو اپنے سایہ رحمت ومغفرت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

---

(۱) مسند امام احمد (۳/۲۲۴). (۲) سنن ابی داود حدیث نمبر (۴۸۷۹).

عذاب قبر کے اسباب

زیر نظر موضوع پر علامہ ابن القیم نور اللہ مرقدہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف کتاب روح میں (۱)ا بڑی عمدہ بحث تحریر کی ہے جسے باختصار یہاں تحریر کیا جا رہا ہے، موضوع کا آغاز کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: سائل کا سوال ہے کہ کن اسباب کی بنا پر بندے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ تو اس سوال کا جواب دو طرح سے ہے ایک مجمل دوسرا مفصل :

مجمل جواب: اہل قبور کو اللہ کی معرفت سے جہالت، اس کی اطاعت سے روگردانی، اور اس کے معاصی کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کبھی ایسی روح کو عذاب نہیں دیتے جسے اس سے محبت اور اس کی معرفت حاصل ہو، جو اس کے احکام و فرمودات پر عمل اور اس کے منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرتی ہو، اور نہ اس بدن کو عذاب دیتے ہیں جس کے اندر یہ خوش نصیب روح جلوہ افروز ہو' اس لئے کہ درحقیقت عذاب قبر اور عذاب آخرت بندے پر اللہ کے غضب اور اس کی ناراضگی کی وجہ سے ہوتا ہے، جس نے دنیا میں اللہ کو ناراض کیا اور بغیر توبہ کئے اس کا انتقال ہو گیا تو عالم برزخ میں اسے اللہ کی ناراضگی کے بمقدار عذاب ہوگا.

مسئلہ برزخ اور ان میں پیش آنے والے احوال وکوائف کے بارے میں لوگوں کے مختلف رجحانات ہیں، کچھ لوگ اسے ہیچ سمجھتے ہیں، اور اس پر کوئی توجہ نہیں دیتے ہیں، جبکہ کچھ بندگان

---

(۱) ملا حظہ ہو کتاب الروح (ص۲۱۱۔۲۱۵)

خدا اس کی اہمیت کو جانتے ہیں، کچھ لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور کچھ لوگ اس کی تکذیب کرتے ہیں .

تفصیلی جواب: (تفصیلی جواب دیتے ہوئے علامہ ابن القیم نے احادیث کی روشنی میں ان بداعمالیوں اور گناہوں کو ذکر کیا ہے جن کی پاداش میں بندے کو عالم برزخ میں عذاب ہوتا ہے).

ا۔ پیشاب کے چھینٹوں سے اجتناب نہ کرنا اور غیبت وچغلی کرنا:

آپ ﷺ نے ان دو آدمیوں کے بارے میں بتایا (جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث میں گزرا) جنہیں ان کی قبر میں عذاب ہوتے ہوئے دیکھا' کہ ان میں سے ایک لوگوں کی چغلی کرتا پھرتا تھا، اور دوسرا پیشاب سے اچھی طرح صفائی نہیں کرتا تھا ،یعنی ایک کو پاکی چھوڑنے کی وجہ سے عذاب ہورہا تھا جو کہ واجب ہے، جبکہ دوسرے کو لوگوں کے درمیان فتنہ انگیز صحیح بات نقل کرنے کی وجہ سے عذاب ہورہا تھا، جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لوگوں کے درمیان جھوٹ و بہتان نقل کر کے فتنہ وفساد کرانے والے کو اور بڑا عذاب ہوگا، اسی طرح پیشاب سے صفائی جو کہ نماز کی شروط میں سے ہے چھوڑنے کی وجہ سے عذاب کے ہونے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خود نماز چھوڑنے والے کو اور بڑا عذاب ہوگا، اسی حدیث کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان دونوں میں سے ایک لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا، جس سے معلوم ہوا کہ غیبت کرنے والے اور چغلخور دونوں کو عذاب قبر ہوگا.

۲/ بلا طہارت نماز پڑھنی اور مظلوم کی مدد نہ کرنا:

آپ ﷺ سے مروی ہے کہ ایک آدمی کو اس کی قبر میں ایک کوڑا مارا گیا جس سے اس کی قبر آگ سے بھر گئی، کیونکہ اس نے ایک نماز بغیر طہارت کے پڑھی تھی اور اس کا گزر ایک مظلوم سے ہوا جس کی مدد نہیں کی تھی.

۳/ جھوٹ بولنا، قرآن سے اعراض، زنا، سودخوری:

جیسا کہ سمرہ بن جندب کی (سابقہ) حدیث میں ہے جسے امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے جن لوگوں کو اپنی بداعمالیوں کی پاداش میں عذاب ہوتے ہوئے دیکھا ان میں وہ شخص بھی ہے جو جھوٹ بولتا اور اس کا جھوٹ پوری دنیا میں پھیل جاتا' اور جو قرآن پڑھنے کے باوجود راتوں کو سویا رہتا (یعنی قیام اللیل سے غافل رہتا) اور نہ ہی دن میں اس پر عمل کرتا، اسی طرح زانی مرد اور زانی عورت اور سودخور کو بھی آپ نے عذاب ہوتے ہوئے دیکھا تھا.

۴/ نماز کو گراں سمجھنا، زکاۃ کی ادائیگی نہ کرنا، فتنہ پروری.

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے نماز کو گراں سمجھنے والوں کے سر کو پتھر سے پاش پاش کرنے اور زکاۃ ادا نہ کرنے والوں کو تھوہڑ اور خاردار خشک گھاس کھانے کی خبر دی ہے، جبکہ کچھ لوگوں کو زنا کاری کی وجہ سے سڑا ہوا گوشت کھانے اور کچھ لوگوں کو تقریر و گفتگو سے فتنہ پھیلانے کی وجہ سے انکے ہونٹوں کو لوہے کی قینچی سے کاٹے جانے کی خبر دی ہے.

۵؍یتیم کا مال کھانا، آبروریزی، مال غنیمت سے چوری، ناحق کسی کا مال کھانا:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آپ ﷺ نے (واقعہ شب معراج) میں مختلف لوگوں کے گناہ اوران کی سزاؤں کو ذکر کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگوں کے پیٹ گھروں کی مانند تھے، یہ سودخور تھے، کچھ لوگوں کے منہ کھول کراس میں آگ کا انگارہ ڈالا جارہا تھا جوان کے پیچھے کے راستے سے باہر نکل جاتا، یہ لوگ یتیموں کا مال کھانے والے تھے، کچھ عورتیں اپنی پستان کے بل لٹکی ہوئی تھیں یہ زانیہ عورتیں تھیں، کچھ لوگوں کے پہلو کاٹے جارہے تھے اور وہ بذات خود اپنا گوشت کھارہے تھے، یہ لوگ غیبت کرنے والے تھے، کچھ لوگوں کے ناخن تانبے کے تھے جس سے وہ اپنے چہرے نوچ رہے تھے، یہ لوگوں کی عزتیں پامال کرنے والے تھے، اسی طرح مال غنیمت سے چادر چوری کرنے والے کے بارے میں آپ نے بتایا کہ وہ آگ بنکر قبر میں اس پر جل رہی تھی، حالانکہ مال غنیمت میں اسکا بھی کچھ حصہ تھا، تو جولوگ ناحق ظالمانہ طور پر کسی کا مال ہڑپ لیتے ہیں ان کا قبر میں کیا حال ہوگا.

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ عذاب قبر مختلف معاصی کا نتیجہ ہیں جن کا صدور مختلف اعضاء جسم، دل، نظر، ناک، کان، دست وپا، زبان، شکم، شرمگاہ اور پورے بدن سے ہوتا ہے،

چنانچہ مندرجہ ذیل سارے لوگوں کو عذاب قبر ہوگا:

چغل خور، جھوٹا، غیبت کرنے والا، جھوٹی گواہی دینے والا، پاک دامن پر زنا کی تہمت لگانے والا، فتنہ انگیزی کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا، بدعت کی نشر واشاعت کرنے والا،

اللہ اوراس کے رسول کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والا، گفتگو میں اٹکل پچو مارنے والا ،سود خور، یتیموں کا مال کھانے والا، رشوت خور، حرام خور، ناحق اپنے مسلمان بھائی اور معاھد کا مال ہڑپنے والا، شرابی، زنا کار، لوطی، زانی، چور، خائن، بدعہد، دھوکہ باز، مکر وفریب کرنے والا، رشوت لینے والا، رشوت دینے والا، رشوت لکھنے والا، اوراس کے دونوں گواہ، حلالہ کرنے اور کروانے والا، حیلہ سازی سے اللہ کے فرائض کوترک کرنے والا، اللہ کی منہیات کا ارتکاب کرنے والا، مسلمانوں کوتکلیف دینے والا، مسلمانوں کے پوشیدہ عیوب کے پیچھے پڑنے والا، دستورالٰہی کوچھوڑ کر وضعی قوانین پر عمل کرنے والا، شریعت کے بجائے خواہش نفس سے فتوی دینے والا، گناہ اورظلم وزیادتی پر مدد کرنے والا، ناحق دوسرے کا خون بہانے والا، اللہ کے حرم میں الحاد کرنے والا، اللہ کے اسماء وصفات کی حقیقتوں کا انکاراوراس میں الحاد کرنے والا، اپنی رائے اور ذوق وسیاست کوسنت رسول ﷺ پرفوقیت دینے والا، بین کرنے والی عورت اور سننے والے، جہنم کے نوحہ گریعنی گانا گانے اور سننے والے، قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنے اوراس پر چراغاں کرنے والے، لین دین میں کمی بیشی کرنے والے، سر کش، متکبر، جھگڑالو، قول وفعل (یعنی زبان واشارہ) سے دوسروں کی عیب جوئی کرنے والے، سلف صالحین پرطعن وتشنیع کرنے والے، کاہنوں اور نجومیوں سے غیب کی باتیں پوچھنے اوران کی تصدیق کرنے والے، ظالموں کے اعوان ومددگار جنھوں نے دنیا کے عوض اپنے دین کو بیچ دیا ہے، اسی طرح وہ شخص جسے اللہ سے ڈرایا جائے تو نہ ڈرے اور نہ ہی معصیت سے باز آئے اور جب کسی جرم پراسی کے مثل کسی مخلوق سے ڈرایا جائے تو ڈرکرفورا

چھوڑ دے، اسی طرح وہ شخص جسے اللہ اور اسکے رسول کی باتیں بتائی جائیں تو نہ ان پر عمل کرے اور نہ ہی ان پر توجہ دے، اور جب اپنے کسی پیر یا شیخ کی باتیں سنے جس میں غلط وصحیح دونوں کے ہونے کا احتمال ہے، تو اس کو مضبوطی سے پکڑ لے اور اس کی مخالفت نہ کرے، (جیسا کہ آج کل جو لوگ کسی امام یا کسی پیر کے معتقد ہوتے ہیں، ان کے سامنے کتنی صحیح حدیثیں پیش کی جائیں اگر وہ ان کے امام یا پیر کے قول کے مخالف ہیں تو ان کو چھوڑ کر وہ اپنے امام کی ہی باتیں مانتے ہیں) مترجم

اسی طرح اس شخص کو بھی عالم برزخ میں عذاب ہوگا جو قرآن پڑھنے سے متأثر نہ ہو بلکہ بسا اوقات قرآن پڑھنے کو گراں سمجھتا ہو، اور جب شیطانی آواز، زنا کا منتر اور مادہ نفاق (گانا) کو سنے تو اس سے فرحت وانبساط محسوس کرے اور اس کے دل میں یہ خواہش ہو کہ کاش کہ گانے والا خاموش نہ ہوتا، اسی طرح وہ شخص جو اللہ کی قسم کھا کر جھوٹ بولے اور جب اپنے نزدیک کسی محبوب اور قابل تعظیم ولی یا پیر کی یا اپنے باپ کے سر اور ان کی زندگی کی قسم کھائے تو جھوٹ نہ بولے اگر چہ اسے مارنے یا سزا دینے کی دھمکی کیوں نہ دی جائے، اسی طرح معاصی پر فخر اور بکثرت اپنے دوستوں میں اس کا ذکر کرنے والا، یعنی کھلم کھلا معاصی کا ارتکاب کرنے والا، اور جس سے لوگ اپنی عزت وآبرو اور مال پر مامون نہ ہوں، بدزبان جس کی بدزبانی اور برائی سے بچنے کے لئے لوگ اس سے دور رہتے ہوں، نماز کو مؤخر کر کے آخری وقت میں کوے کے چونچ مارنے کی طرح پڑھنے والا، بطیّب خاطر زکوۃ کو ادا نہ کرنے والا، قدرت کے باوجود حج نہ کرنے والا، اسی طرح قدرت کے باوجود اپنے اوپر

واجب حقوق کوادا نہ کرنے والا ، زبان ونظر ، خورد ونوش ، چال چلن اور حصول رزق میں حلال وحرام کی تمیز نہ کرنے والا ، رشتہ داروں سے قطع تعلق رکھنے والا ، یتیم ، بیوہ ، مسکین ، اور جانوروں پر رحم نہ کرنے والا ، یتیموں سے دور رہنے والا ، مسکینوں کے کھانے پر دوسروں کو نہ ابھارنے والا ، ریا کار ، معمولی چیز بھی دوسروں کو نہ دینے والا ، اپنے عیوب و معاصی سے صرف نظر کر کے دوسروں کے عیوب و معاصی کی تشہیر کرنے والا .

مذکورہ بالا تمام لوگوں کو مذکورہ معاصی کے اعتبار سے عذاب قبر ہوگا ، گناہ میں کمی بیشی اور چھوٹے بڑے ہونے کیوجہ سے عذاب میں بھی کمی بیشی ہوگی ، اعمال کے مطابق کسی کو سخت اور کسی کو کم عذاب ہوگا ، لیکن کوئی گنہگار عذاب سے چھٹکارہ نہیں پا سکتا ہے ، الا کہ اللہ رب العالمین اپنے رحم وکرم سے معاف کر دے اور اس کی غلطیوں کو درگزر فرما دے .

چونکہ اکثر لوگ ان میں سے کسی نہ کسی معاصی کے ضرور مرتکب ہیں ، یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ عذاب قبر سے دوچار ہونگے ، نجات پانے والے بہت کم ہونگے .

بہر صورت یہ قبریں جو بظاہر مٹی یا قیمتی منقش پتھروں سے بنی ایک دلکش عمارت نظر آتی ہیں ، ان کا اندرونی حصہ مصائب و پریشانی کا مخزن ہوتا ہے ، یہاں ساری خواہشات اور آرزوئیں حسرت و یاس کی کثرت میں بھول جاتی ہیں .

قسم ہے رب کائنات کی یہ قبور بذات خود وعظ ونصیحت ہیں جنہیں دیکھنے کے بعد کسی کی وعظ ونصیحت کی ضرورت نہیں رہتی ، یہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ اے دنیا کو بسانے والو! تم نے ایسے گھر کو بنایا ہے جسے عنقریب تم چھوڑنے والے ہو ، اور ایسے گھر کو ویران کیا ہے جہاں

جلدتم آنے والے ہو،تم نے ایسا گھر تعمیر کیا ہے جس میں دوسرے لوگ رہنے والے ہیں،اور اس گھر کو مسمار کیا ہے جس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی اور گھر نہیں ہے.

میرے عزیز بھائیو! یہ دنیا جائے عمل اور کاشت ہے اور قبر جائے عبرت ہے، یہ قبر جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے،قبر آخرت کی پہلی منزل ہے یہیں سے انسان کی شقاوت وسعادت کا آغاز ہوتا ہے.

ہر انسان کو چاہئے کہ اپنی قبر کو اعمالہ صالحہ کے ذریعہ اسی دنیا میں سنوار لے کیونکہ مرنے کے بعد عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، بڑے خوش نصیب ہیں جن کی قبر جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور بڑے بدنصیب ہیں وہ جن کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے.

اللہ رب العالمین سے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ ہماری قبروں کو بقعہ نور بنائے اور ہمیں اور ہمارے والدین تمام موحد کلمہ گو مسلمانوں عذاب قبر سے نجات عطا فرمائے

عذاب قبر سے نجات کے اسباب

علامہ ابن القیم نے عذاب قبر سے نجات کے اسباب کو بھی تفصیلی اور اجمالی طور سے ذکر کیا ہے جسے یہاں معمولی تصرف کے ساتھ ذکر کیا جارہا ہے.

اجمالی جواب: عذاب قبر سے نجات کے لئے سب سے پہلے انسان کو ان تمام اسباب سے بچنا چاہیئے، جو عذاب قبر کے باعث ہیں، اور ان اسباب سے بچنے کا سب سے بہترین طریقہ محاسبہ نفس ہے، یعنی ہر انسان کو چاہیے کہ ہر رات سونے سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ آج اس نے کتنی نیکیاں اور کتنے گناہ کئے ہیں، پھر اللہ سے سچی توبہ کرے، اور اس عزم سے سوئے کہ بیداری کے بعد ان گناہوں کا دوبارہ ارتکاب نہیں کرے گا، محاسبہ نفس اور توبہ کا سلسلہ ہر رات جاری رکھے، محاسبہ نفس کے بعد اگر رات میں اسکی وفات ہوجاتی ہے تو توبہ کی حالت میں ہوگی، اور اگر دوبارہ بیدار ہوتا ہے تو جذبہ عمل کے ساتھ بیدار ہوگا، اور درازی عمر پر اسے خوشی ہوگی کہ اللہ تعالی نے اسے اپنی سابقہ خامیوں کی تلافی کے لئے دوبارہ زندگی عطا فرمادی.

مذکورہ کیفیت سے سونا بندے کی سب سے بہترین نیند ہے خصوصا اس صورت میں جب اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت سونے کے آداب کو بجالانے کے بعد دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے اسے نیند آجائے، لیکن یہ توفیق اللہ کے نیک بندوں کو ہی ہوتی ہے.

تفصیلی جواب: تفصیلی جواب دیتے ہوئے علامہ ابن القیم نے احادیث کی روشنی میں ان اعمال واسباب کو ذکر کیا ہے، جنہیں اللہ کے رسول نے اللہ کی مشیئت کے بعد جنت میں داخل ہونے کا سبب بتایا ہے .

ا۔صحیح مسلم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا (رَبَاطُ يَومٍ وَلَيلَةٍ خَيرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ أُجْرِيَ عَلَيهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأُجْرِيَ عَلَيهِ رِزْقُهُ وَأَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ) (۱) اسلامی سرحد پر ایک دن اور ایک رات کی پہرہ داری ایک ماہ کے روزہ اور اس کی شب بیداری سے بہتر ہے، اور اگر اسی حالت میں اس کی موت آ گئی تو اس کا وہ نیک (عمل) جاری رہے گا، جس کو وہ کرتا تھا (یعنی اسکا ثواب برابر اس کو ملتا رہے گا).اور اس پر اس کی (جنت کی) روزی جاری رہے گی، اور وہ آزمائش میں ڈالنے والے سے محفوظ رہے گا.

الـــربـــاط: سرحد پر دشمنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی قوت میں اضافہ کے لئے قیام کرنے کو رباط کہتے ہیں.

الثغر: ہر اس جگہ کو ثغر کہتے ہیں جہاں کے رہنے والوں کو دشمنوں کے حملہ کا خوف ہو.

سرحد کی پہرہ داری کی بڑی فضیلت اور ثواب ہے، اور خاص طور سے اس سرحد کی پہرہ داری

....

(۱) حدیث نمبر (۱۹۱۳).

سب سے افضل ہے جہاں سے دشمنوں کے حملے کا سب سے زیادہ خطرہ ہو(۱)

لیکن کیا یہ فضیلت مسلمانوں کے امن وامان اوران کے مصالح وفوائد کے تحفظ پر مختلف اداروں میں متعین سیکورٹی عملہ کو بھی شامل ہے یا نہیں؟ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی شامل ہے بشرطیکہ ان کی نیت اس عمل سے احتساب اجر کی ہو.

پہرہ داری کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کہ یہ حدیث بھی ہے:

(عَيْنَانِ لا تَمسّهُمَا النَّا رُعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيْلِ اللّهِ) (۲).دو آنکھیں ہیں جنہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی ،ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے اشکبار ہوئی ہو، اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری ہو .

۲/اسی طرح عذاب قبر سے نجات کے سبب پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن (۳) میں ایک صحابی رسول ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ شہید کے علاوہ تمام مسلمانوں کو قبر میں آزمائش ہوتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا:(كَفَى بِبَارِقَةِالسُّيُوفِ عَلَى رَأْسِهِ فِتْنَةٌ)شہید کے سر پر(خون آشام) چمکتی ہوئی تلوارں کی آزمائش ہی اس کے لئے کافی ہے.

---

(۱) ملاحظہ ہو المغنی لابن قدامہ رحمہ اللہ (۱۳/۱۸تا۲۰)

(۲) جامع الترمذی (۱۶۳۹).

(۳)سنن نسائی (۴/۹۹)

۴.امام ترمذی اور ابن ماجہ(۱)وغیرہ نے صحیح سند سے حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:شہید کی اللہ کے نزدیک چھ خصلتیں ہیں:۱جسم سے خون کا پہلا قطرہ نکلتے ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۲.جنت میں اسے اسکا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے ۳.عذاب قبر سے محفوظ ہوتا ہے۴.فزع اکبر سے محفوظ ہوتا ہے۵.زیور ایمان سے اسے آراستہ کر دیا جاتا ہے اور حور عین سے اس کی شادی ہوتی ہے ٦.اپنے ستر رشتہ داروں کے بارے میں وہ شفاعت کرتا ہے.یہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں،اور سنن ترمذی میں ہے(شہید کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائیگا جس کی ایک موتی دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگی٬بہتر(۷۲)حور عین سے اس کی شادی کرائی جائیگی اور اپنے ستر رشتہ داروں کے بارے میں شفاعت کریگا.

جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت کے فضائل کے متعلق یہ چند حدیثیں بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش کی گئی ہیں.

۵.عذاب قبر سے نجات کے متعلق ایک حدیث امام ابوداود(۲)امام ترمذی(۳)امام ابن ماجہ(۴)اور امام نسائی(۵)نے اپنی کتاب(عمل الیوم واللیلۃ)میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:(قرآن مجید میں ایک سورت (۱)

جامع الترمذی(۱٦٦۳)،سنن ابن ماجہ(۲۷۹۹).

(۲)حدیث نمبر(۱۴۰۰)

(۳)حدیث نمبر(۲۸۹۱)

(۴)حدیث نمبر(۳۷۸٦)

(۵)حدیث نمبر(۷۱۰)

ہے جس میں تیس آیتیں ہیں جو اپنے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کرتی ہیں، یہاں تک کہ اسے بخش دیا جاتا ہے).

اس حدیث اوراس کی ہم معنی دوسری حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سورہ ملک کو پابندی سے پڑھنے اوراسکے مقتضی کے مطابق عمل کرنے والے کے لئے یہ عذاب قبر سے باعث نجات ہوگی.

۶/اسی طرح عذاب قبر سے نجات کے سلسلے میں ایک صحیح حدیث امام ترمذی (۱) نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پیٹ کے درد سے انتقال ہونے والے کو قبر میں عذاب نہیں ہوگا.

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیٹ کے مریض کو صبر کرنا اورآہ وویلا سے گریز کرنا چاہئے، اسی طرح مریض اور مریض کے اہل خانہ کو اس مرض پر اللہ سے بہترین اجر کی امید کرنی چاہئے.

۷/عذاب قبر سے نجات کے متعلق ایک حدیث صحیح ابن حبان (۱) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میت جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے،تو وہ تدفین کے بعد لوٹنے والوں کے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے، اگر میت مؤمن ہوتا ہے،تو نماز اس کے سر کے پاس اورروزہ اس کے دائیں، زکاۃ اس کے بائیں،اور دیگر اعمال صالحہ مثلا صدقہ، صلہ رحمی، خیر وبھلائی،اورلوگوں سے حسن سلوک اس کے قدموں کے پاس ہوتا ہے، چنانچہ سر کی طرف سے جب اسکے پاس آنے کی کوشش کی جاتی ہے تو نماز کہتی ہے میری طرف سے آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، پھر داہنے طرف سے آنے کی کوشش کی جاتی ہے تو

زکاۃ کہتی ہے میری طرف سے آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، پھراس کے قدموں کے پاس سے آنے کی کوشش کی جاتی ہے تو دیگر اعمال صالحہ، صدقہ صلہ رحمی بھلی باتیں اور لوگوں سے حسن سلوک کہتے ہیں کہ میری طرف سے آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، پھر میت سے بیٹھنے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، اس وقت اسے سورج نظر آتا ہے جو ڈوبنے کے قریب معلوم ہوتا ہے میت سے کہا جاتا ہے تمہارے پاس جو آدمی (مبعوث کئے گئے) تھے ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ تو میت کہتا ہے چھوڑیئے پہلے مجھے نماز پڑھ لینے دیجئے، فرشتے کہتے ہیں تم نماز پڑھو گے، لیکن پہلے ہم جو سوال کرتے ہیں اس کا جواب دو، یہ آدمی (یعنی نبی ﷺ) جو تمہارے پاس مبعوث کئے گئے تھے، ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے، اور ان کے بارے میں تم کس چیز کی گواہی دیتے ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: تو وہ میت کہے گا یہ محمد ﷺ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اللہ کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں، مردہ سے کہا جائے گا اسی بات کی تو دنیا میں گواہی دیتا تھا، اور اسی گواہی پر تیری موت ہوئی ہے، اور اسی پر ان شاء اللہ تو اپنی قبر سے اٹھایا جائے گا، پھر جنت کا ایک دروازہ اس کے لئے کھولا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے، یہ تمہاری جائے قیام ہے، اور اس میں اللہ کی طرف سے مہیا کردہ چیزیں تمہارے لئے ہیں، جسے دیکھ کر میت کے رشک وخوشی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، پھر جہنم کا ایک دروزہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے، کہ اگر تم اللہ کی نافرمانی کرتے تو جہنم میں تمہارا یہ ٹھکانا ہوتا، اور تمہارے لئے اللہ کا تیار کردہ یہ عذاب ہوتا، جسے دیکھ کر مزید اس کے رشک وخوشی میں اضافہ ہوتا ہے، پھر اس کی قبر ستر ہاتھ کشادہ اور

منور کردی جاتی ہے. اسکا جسم قبر میں ہوتا ہے، اور اسکی روح کو پاکیزہ روحوں کے ساتھ ہوتی ہے جو پرندے کی شکل میں جنت کے درخت پر لٹکتی ہے. آپ ﷺ نے فرمایا اسی سلسلہ میں اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ [ابراھیم ۲۷ آخری آیات تک]: جو لوگ ایمان لائے انہیں اللہ قول ثابت (کلمہ طیبہ) سے دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی رکھے گا پھر آپ نے پوری حدیث بیان فرمائی.(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ تمام اعمال صالحہ نماز، زکاۃ، روزہ، احسان وبھلائی ' صدقہ' صلہ رحمی' اچھی بات' لوگوں سے حسن سلوک وغیرہ عذاب قبر اور اس کی آزمائش و پریشانی سے بچنے کے اسباب ہیں لیکن ان تمام اسباب کا جامع اور بنیادی سبب اللہ کا تقوی ہے، یعنی اس کے واجبات کی ادائیگی اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے بچنا' بکثرت توبہ واستغفار اور نیکیاں کرنا' اور بکثرت عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگنا. جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [سورۃ الاحقاف:۱۳]: جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر ڈٹ گئے، انہیں کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہونگے.

---

(۱) صحیح ابن حبان (۷۸۱) (موارد) اسی طرح اس روایت کو امام حاکم نے مستدرک (۳۸۰/۱ تا۳۸۱) میں روایت کیا ہے، ھیثمی مجمع الزوائد (۵۲/۳) میں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے، حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو فتح الباری میں ذکر کیا ہے لیکن حدیث کے درجہ کو نہیں ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ حدیث ان کے نزدیک حسن ہے، اسی طرح موارد الظمآن (۷۸۱) کے محقق نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے.

الٰہی !ہماری اور ہمارے مسلمان بھائیوں کی قبروں کو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری بنادے!اور ہمیں ہر ظاہری و پوشیدہ آزمائش سے محفوظ فرما.

☆ ☆ ☆

برزخی زندگی کے متعلق چند مسائل (۱)

مسئلہ اول :ائمہ سلف کے نزدیک ہر انسان مرنے کے بعد حسب ایمان وعمل (قبر میں)عذاب یا آرام میں ہوتا ہے، عذاب وآرام کا تعلق روح و بدن دونوں سے ہوتا ہے، البتہ روح جب بدن سے جدا ہوتی ہے، تو عذاب یا آرام روح کو ہوتا ہے، کچھ ارواح کو ایک مدت تک عذاب دیا جاتا ہے. جب وہ گناہوں سے پاک ہوجاتی ہیں تو ان کے عذاب کو آرام میں تبدیل کر دیا جاتا ہے ،(یہ گنہگار موحدین کی ارواح ہوتی ہیں جنہیں بعض معاصی کی پاداش میں عذاب ہوتا ہے .مترجم)اور روح جب بدن سے ملتی ہے تو عذاب و آرام دونوں کو ہوتا ہے .

بہرصورت یہ قبر جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے، نیز ہر مرنے والے کو عذاب یا آرام جس کا بھی وہ مستحق ہوگا ضرور ملے گا چاہے اسے دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے، اس لئے کہ جس اللہ نے انسان کو عدم سے وجود بخشا وہ ہر چیز پر قادر ہے، پھر قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش ہوکر حساب و جزاء کے لئے تمام روحوں کو ان کے اجسام میں واپس کر دیا جائیگا.(۲)

---

(۱) درج ذیل مسائل کا تعلق غیبی امور سے ہے جن کے جاننے کے لئے قرآن وحدیث کے علاوہ اور کوئی ذریعہ معلومات نہیں اور نہ ہی اس سلسلے میں ان دونوں کو چھوڑ کر کسی کی بات قابل التزام ہے ہم نے اس مسلک پر ائمہ سلف کے فہم کے مطابق اعتماد کیا ہے اللہ تعالی سے ہم توفیق کا سوال کرتے ہیں.

(۲) ملاحظہ ہو مجموع الفتاوی (۲۸۴/۴) ، کتاب لروح (ص ۳۳۲ تا ۳۳۳).

مسئلہ دوم: میرے عزیز بھائی! اللہ مجھ پر اور آپ پر رحم فرمائے! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ قبر کی پریشانیوں اور اسکی سختیوں میں قبر کا دبانا اور دبوچنا بھی شامل ہے جس سے سب کو دوچار ہونا ہے آپ ﷺ ایک صحیح حدیث میں فرماتے ہیں (إنّ لِلقبرِ ضَغْطَةً فَلَو نَجا أو سَلِمَ أحدٌ مِنها لَنجا سَعْدُ بنُ مَعَاذٌ) ترجمہ بیشک قبر دبوچتی ہے اگر اس کے دبوچنے سے کوئی بچتا تو سعد بن بن معاذ ضرور بچتے .اس حدیث کو امام احمد (۱) وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اسی طرح امام نسائی (۲) نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (هذا [سَعدُ بنُ مُعَاذٍ] الَّذِیْ تَحرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهُ أبْوَابُ السَّمَاءُ وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ ألْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ): یہ سعد بن معاذ وہ شخص ہیں جن کے مرنے سے عرش الہی ہل گیا، اور آسمان کے دروزے کھل گئے، اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں حاضر ہوئے، البتہ قبر نے ان کو ایک بار دبوچا پھر چھوڑ دیا.

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے عذاب قبر کے متعلق ایک بہت نکتہ کی بات کہی ہے جسے ہم آپ کی کتاب سیر اعلام النبلاء (۳) سے من وعن نقل کر رہے ہیں.

....

(۱) (۵۵/٦تا۹۸) (۲) (سنن نسائی) (۱۰۰/۴).

(۲) سنن نسائی (۱۰۰/۴) حدیث کی تخریج کے لئے ملاحظہ ہو شیخ البانی کی کتاب سلسلۂ صحیحہ (۱٦۹۵ ' ۲٦۸/۴).

(۳) (۲۹۰/۱تا۲۹۱).

آپ فرماتے ہیں کہ قبر کے دبوچنے کا عذاب قبر سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ مؤمن کو اس دبوچنے سے ویسے ہی تکلیف ہوگی جیسے دنیا میں اپنی اولاد اور رشتے داروں کی جدائی سے ہوتی ہے' یا جس طرح بیماری کی تکلیف' جانکنی کی تکلیف' قبر میں سوال و آزمائش کی تکلیف' اہل و اقارب کے رونے سے تکلیف، قبر سے اٹھنے کی تکلیف' میدان محشر میں وقوف اور اس کے خوفناک منظر کی تکلیف' جہنم پر پیشی کی تکلیف وغیرہ، مذکورہ ساری تکلیفیں (مؤمن) بندے کو ہوں گی البتہ ان کا نہ تو عذاب قبر سے کوئی تعلق ہے، اور نہ ہی عذاب جہنم سے. لیکن اللہ رب العالمین اپنے متقی و پرہیز گار بندوں کے ساتھ ان تمام حالات میں یا ان میں سے بعض حالات میں آسانی فرمادیتے ہیں، بہر صورت مؤمن بندے کو اپنے رب سے ملنے سے پہلے سکون نہیں ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ [سورۃ مریم:۳۹]: نیز انہیں حسرت کے دن سے ڈرایئے. اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ﴾ (غافر:۱۸) اور (اے نبی!) انہیں (قریب) آپہنچنے والے دن سے ڈرایئے جب غم سے کلیجے منہ کو آرہے ہونگے.

ہم اللہ تعالی سے اس کے عفو و کرم کا سوال کرتے ہیں.

میرے عزیز دوستو! ان تمام سختیوں کے باوجود ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ جنتی اور شہیدوں میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں، اس کے باوجود انھیں قبر کے دبوچنے دوچار ہونا پڑا لہذا ہمارے ذہن میں یہ بات نہیں آنی چاہیئے کہ کامیاب ہونے والوں کو دنیا و آخرت میں خوف و وحشت یا غم و پریشانی نہیں ہوگی، بلکہ اپنے رب سے ہمیں ہمیشہ عافیت کا

سوال کرنا چاہئے اور یہ دعا کرنی چاہئے کہ الٰہی! ہمارا حشر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ فرما!(۱)

مسئلہ سوم: بقیہ مخلوق کی طرح ارواح بھی اللہ کی مخلوق ہیں جنکی تخلیق، تربیت اور تدبیر اللہ کے حکم سے ہوتی ہے، حافظ قرطبی اللہ تعالی کے اس فرمان ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾[سورۃ الاسراء:۸۵]: (لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہئے روح میرے رب کا حکم ہے) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ روح کے مخلوق ہونے کی دلیل ہے، یعنی روح کا وجود اللہ کے حکم سے ہے، وہ بڑی اہم اور شان والی ہے، اللہ تعالی نے روح کو مبہم اور اجمالی طور پر بیان کیا ہے تا کہ انسان کو قطعی طور پر اپنی علمی کم مائیگی اور کمزوری کا یقین ہو جائے، کہ وہ روح جس کے جسم میں وجود کو انسان قطعی طور پر جانتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے.(۱)

کیا روح کو بھی موت آتی ہے؟ عقیدۂ طحاویہ کے شارح [ابن ابی العز] فرماتے ہیں اس سلسلے میں صحیح بات یہ ہے کہ اگر ارواح کی موت سے مراد ان کا جسم سے نکلنا ہے تو بایں اعتبار ارواح کو موت آتی ہے، اور اگر موت سے مراد مکمل طور سے ان کا فنا ہو جانا ہے تو ارواح کو موت نہیں آتی ہے بلکہ پیدا ہونے کے بعد ہمیشہ یہ ارواح آرام یا عذاب میں باقی رہتی ہیں (۲) جیسا کہ ارواح کی زندگی کے متعلق اس سے پہلے تفصیلی بحث گزر چکی ہے.

(۱) ملاحظہ ہو ''کتاب الروح'' (ص۱۳۵) ط دار ابن کثیر

(۲) الجامع لاحکام القرآن [۱۰/۳۲۴](۲) شرح العقیدۃ الطحاویۃ (۲/۵۷۱) لابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ

مسئلہ چہارم: روح کے بارے میں ایک فرقہ کھلی گمراہی کا شکار ہے، اس کا کہنا ہے کہ موت کے بعد جب روحیں اپنے ابدان سے علیحدہ ہوتی ہیں، تو اپنے ہم مناسب دوسرے ابدان واجسام میں منتقل ہو جاتی ہیں، چنانچہ کچھ روحیں جانوروں میں، کچھ پرندوں میں، اور کچھ کیڑوں مکوڑوں میں منتقل ہوتی ہیں.(یہی من وعن عقیدہ ہندؤں کے یہاں آواگون کے نام سے رائج ہے)

یہ عقیدہ تمام اولین وآخرین انبیاء کرام کے متفق علیہ عقیدہ (کہ موت کے بعد کوئی روح کسی دوسرے بدن میں حلول نہیں کرتی ہے) کے مخالف ہے. اسی طرح اس عقیدہ سے اللہ اور یوم آخرت کا بھی انکار لازم آتا ہے(۱) (کیونکہ تناسخ ارواح سے جہاں ایک طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ارواح اپنے جسم سے نکلنے کے بعد بذات خود دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتی ہیں کسی خارجی قوت کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے وہیں تناسخ کے تسلسل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ارواح کسی دن اکٹھا نہیں ہونگی بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے میں منتقل ہوتی رہینگی۔ مترجم) عقیدہ تناسخ کا ظہور بہت پرانا ہے، عصر حاضر میں یہ عقیدہ [نئی روحانیت] یا [ارواح کے حاضر کرنے کے نام] سے دوبارہ ظہور پذیر ہوا ہے. بعض مغربی ممالک میں اس باطل عقیدہ کو مقبولیت بھی حاصل ہے، چنانچہ بریطانیہ اور امریکہ میں ۱۸۸۲ء کے عرصہ میں اس کے ماننے والوں نے اپنے ادارے اور انجمنیں بھی قائم کر لی ہیں(۲)

....

(۱) ملاحظہ ہو ''الروح'' (ص/۲۹۲) ط ابن کثیر

(۲) برصغیر میں خانہ ساز شہداء کے ارواح کو حاضر کرنا بھی اسی ضمن میں شامل ہے (مترجم)

بہرصورت ہر صاحب فکرو دانش پر اس عقیدہ کا باطل ہونا ظاہر و باہر ہے .(۱)

امام قرطبی اپنی کتاب المفھم میں آواگون کے متعلق فرماتے ہیں: اہل تناسخ کا ارواح کی جزاء وسزا کے لئے ،آواگون کا عقیدہ قابل التفات نہیں ہے بلکہ یہ شریعت اور اجماع امت کے خلاف ہے، اس عقیدہ کا ماننے والا قطعی طور پر کافر ہے، کیونکہ اس کا ماننے والا اللہ اور اسکے رسول سے یقینی طور پر قیامت اور احوال قیامت کے بارے میں ثابت شدہ اخبار کا انکار کرنے والا ہے، حالانکہ تناسخ ارواح کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ اس کا عقیدہ باطل اور عقلی طور پر اس کا وجود محال ہے(۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی زندگی میں روح بدن سے نکلنے کے بعد دوبارہ اپنے ہی جسم سے پہلے کی بنسبت اچھی طرح (عالم برزخ اور آخرت میں) ملے گی تا کہ سارے مکلفین کو انکے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا .

مسئلہ پنجم: موت کے بعد ارواح کہاں ہوتی ہیں؟

علامہ ابن القیم نے اپنی کتاب (الروح) میں اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے، چنانچہ علماء کے متعدد اقوال کو ذکر کرنے کے بعد اپنے نزدیک راجح قول کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عالم برزخ میں ارواح مختلف مقامات پر ہوتی ہیں اور ان کے درجات و مراتب میں کافی فرق ہوتا ہے.

(۱) ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب الروح (۱/۱۵۷) از قلم ڈاکٹر بسام العموش

(۲) (۱) ملاحظہ ہو" المفھم "(۴/۱۹/۷).

(۱) کچھ ارواح اعلی علیین میں ملأ اعلی کے ساتھ ہوتی ہیں یہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی ارواح ہیں، لیکن ان کے درجات میں بھی فرق ہوتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے شب معراج میں انبیاء کرام کو مختلف مقام پر دیکھا تھا.

(۲) کچھ ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں جو آزادی کے ساتھ جنت میں جہاں چاہتی ہیں اڑتی ہیں یہ بعض شھداء کی ارواح ہیں .

(۳) کچھ شہداء کی ارواح کو قرض، والدین کی نافرمانی، اور مال غنیمت میں خیانت کی وجہ سے دخول جنت سے روک دیا جاتا ہے، یا پھر انہیں جنت کے دروازہ پر یا قبر میں روکے رکھا جاتا ہے .

(۴) کچھ شہداء کے رہنے کی جگہ جنت کا دروازہ ہوگا.

(۵) کچھ شہداء کو دو پر عطا کر دیئے جاتے ہیں، جس سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں جیسا کہ اللہ رب العالمین نے جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ شہید ہوگئے تو آپ کو دو پر عطا فرمادیئے، جس سے آپ جنت میں فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں.

(۶) (مذکورہ خوش نصیب ارواح کے برخلاف) کچھ ارواح زمین ہی میں محبوس رہتی ہیں ملأ اعلی تک ان کی رسائی نہیں ہوتی یہ زمینی سفلی روحیں ہیں، یہ سفلی روحیں جس طرح دنیا میں آسمانی روحوں (یعنی نیک لوگوں کی ارواح) کے ساتھ نہیں رہتی تھیں اسی طرح عالم برزخ میں بھی ان ارواح کے ساتھ اکٹھا نہیں ہوسکتی ہیں (بلکہ نیک لوگوں کی ارواح) سمان

میں ہوتی ہیں اور برے لوگوں کی ارواح زمین کے نچلے طبقے میں ہوتی ہیں) .

جن ارواح نے دنیا میں نہ تو اللہ کی معرفت حاصل کی ، نہ اس کا ذکر واذکار کیا اور نہ اس کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کی ، یہ جسم سے نکلنے کے بعد زمین پر ہی رہتی ہیں جس طرح نیک ارواح جنھوں نے دنیا میں اپنے رب سے محبت کی اس کے ذکر واذکار سے انہیں سکون حاصل ہوا، اس کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کی، اپنے جسم سے نکلنے کے بعد ارواح علویہ کے ساتھ ہو جاتی ہیں، کیونکہ آدمی کی جس سے محبت ہوتی ہے، اللہ تعالی اسے اس کے ساتھ ہی عالم برزخ اور عالم آخرت میں رکھتے ہیں چنانچہ ارواح مؤمن کو پاکیزہ ارواح کے ساتھ رکھا جاتا ہے.

بہر حال ارواح جسم سے نکلنے کے بعد اپنے ہی ہم شکل اور ہم عمل ارواح کے ساتھ ہوتی ہے (نیک نیکوں کے ساتھ، بری بروں کے ساتھ)

۷۔ کچھ ارواح آگ کے تنور میں ہوتی ہیں یہ زانی مرد اور زانی عورتوں کی ارواح ہوتی ہیں .

~~(۸) کچھ ارواح خون کے نہر میں تیرتی ہیں جن کے منہ میں پتھر ڈالا جاتا ہے جیسا کہ اس~~ سے پہلے سمرہ بن جندب والی روایت میں گزر چکا ہے.

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ نیک اور بد تمام ارواح کا جسم سے نکلنے کے بعد ایک ہی ٹھکانہ نہیں ہوتا ہے بلکہ کچھ اعلی علیین میں ہوتی ہیں اور کچھ زمین کے نچلے طبقے میں ہوتی ہیں جہاں سے وہ اوپر نہیں جاسکتی ہیں (۱)

(۱) ملاحظہ ہو کتاب الروح (۱۸۱۔۲۹۵۔۲۹۶) طبع ابن کثیر (شرح العقیدۃ الطحاویۃ) (۲/۵۷۸۔۶۷۹).

مذکورہ مسئلے کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے درج ذیل مسئلہ معاون ہوسکتا ہے

مسئلہ ششم: اللہ رب العالمین نے تین عالم بنائے ہیں: عالم دنیا، عالم برزخ، عالم آخرت اور ہر عالم کے مخصوص احکام بنائے ہیں:

عالم دنیا: اس عالم میں انسان کی پیدائش ہوتی ہے، اسے اس سے محبت ہوتی ہے، یہاں بھلائی و برائی کرتا اور سعادت و بدبختی کے اسباب اختیار کرتا ہے، عالم دنیا میں احکام کا تعلق جسم سے ہوتا ہے روح اس کے تابع ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے شرعی احکام، زبان واعضاء سے صادر ہونے والے اقوال واعمال پر مرتب فرمایا ہے، اگر چہ دل میں اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو (چنانچہ منافقین جو دل میں اسلام سے دشمنی رکھتے ہیں لیکن بظاہر تمام شعائر اسلام: کلمہ شہادت کا اقرار، اور نماز وروزہ وغیرہ کی ادائیگی کرتے ہیں، انھیں دنیا میں مسلمان کہا جائے گا لیکن آخرت میں انکا ٹھکانا جہنم ہوگا اس لئے کہ وہ حقیقت میں مسلمان نہیں ہیں صحیح مسلمان وہی ہے جس کے اعمال احوال دل کے موافق ہوں۔ مترجم)

عالم دنیا میں جب انسان شکم مادر یا حالت نیند میں ہوتا ہے تو روح کا بدن سے ایک خاص تعلق ہوتا ہے، ایک ناحیے سے روح بدن کے ساتھ ہوتی ہے اور دوسرے ناحیے سے بدن سے جدا ہوتی ہے.

عالم برزخ: عالم برزخ عالم دنیا سے بڑا اور وسیع تر ہے، بلکہ عالم دنیا عالم برزخ کے مقابلے میں ویسے ہی (چھوٹا) ہے جیسے عالم دنیا کے مقابلے میں شکم مادر کی زندگی (چھوٹی)

ہے، عالم برزخ میں احکام کا تعلق ارواح سے ہوتا ہے، ابدان ان کے تابع ہوتے ہیں، تو جس طرح ارواح عالم دنیا میں اجسام کے تابع ہوتی تھیں اور اجسام ہی بھلائی اور برائی کرتے تھے لیکن ارواح کو بھی اجسام پر تکلیف ہونے سے تکلیف، اور آرام ہونے سے آرام محسوس ہوتا تھا، اسی طرح عالم برزخ میں بھی عذاب یا آرام ارواح پر ہوگا، لیکن اجسام ارواح کے تابع ہوں گے چنانچہ انھیں بھی ارواح پر ہونے والے عذاب یا آرام سے تکلیف یا آرام محسوس ہوگا، یہ اور بات ہے کہ ارواح اجسام سے عالم برزخ میں جدا ہو جاتی ہیں لیکن کلی طور پر جدا نہیں ہوتی ہیں بلکہ ابدان سے ان کا ایک خاص حالت میں تعلق باقی رہتا ہے. جیسا کہ آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ جب کوئی اپنے مؤمن مردہ بھائی کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی روح کو اس کے جسم میں واپس کر دیتے ہیں. اسی طرح جب لوگ تدفین میت کے بعد واپس ہوتے ہیں، تو مردہ ان کے جوتوں کی چاپ کو سنتا ہے، وغیرہ دوسرے دلائل ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح بعض مخصوص حالات میں مردہ کے جسم میں ہوتی ہے.

عالم آخرت: یہ عالم جائے قرار ہے یہاں انسان ہمیشہ ہمیش یا تو جہنم میں رہے گا یا جنت میں، اس کے بعد اور کوئی دوسرا عالم نہیں ہوگا، اس عالم میں اللہ رب العالمین روح کو مختلف مراحل سے گزارتے ہوئے اسکے مناسب اسکی آخری منزل پر (جنت یا جھنم میں) پہنچا دیں گے ہیں جس کے لئے اسے پیدا کیا تھا، اور اسکے موافق اسے عمل کرنے کی توفیق دی تھی اس عالم میں روح کا بدن سے کامل ومکمل تعلق ہوگا، گزشتہ دونوں عالم میں روح کا بدن سے جو تعلق تھا اس کا اس سے کوئی موازنہ نہیں، بایں طور کہ اس عالم میں بدن کو نہ تو موت ہوگی اور

نہ ہی نیند آئے گی، اس لئے کہ نیند بھی موت کی طرح ہے.

مذکورہ تفصیل کو اچھی طرح جاننے اور سمجھنے سے روح اور جسم سے اسکے تعلقات کے بارے میں بہت سارے اشکالات کا ازالہ ہو جاتا ہے.

بڑی بابرکت ہے وہ ذات جو (انسانی ادراک سے بالاتر) ارواح جیسی مخلوق پیدا کرنے اور اسے موت دینے والی ہے، اور زندگی بخشنے والی ہے، اسے نیک بخت اور بد بخت بنانے والی ہے، جس نے ان کی سعادت وشقاوت کے درجات میں فرق کیا ، جس طرح ان کے شرف واعمال اور طاقت واخلاق کے مراتب میں فرق کیا. جس نے بھی اس روح کو اچھی طرح سمجھا اس نے یہ ضرور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، اسی کے لئے ہر طرح کی بادشاہت ہے، اسی کے لئے ہر طرح کی تعریف ہے، اسی کے ہاتھوں میں ہر طرح کی بھلائی ہے، وہی ہر چیز کا مدبر اور ہر حکم کا مالک ہے، اسی کے لئے ہر طرح کی طاقت وقوت ہے، اسی کے لئے ہر طرح کی عزت وحکمت ہے، ہر طرح سے کمال مطلق اسی کو حاصل ہے. جس نے اپنی روح کو پہچانا اس نے جان لیا کہ اللہ کے انبیاء ورسل سچے ہیں، وہ جس بات کی دعوت دے رہے ہیں وہ حق ہے جسے عقل سلیم اور صحیح فطرت قبول کرتی ہے، اور جو کچھ اس کے مخالف ہے وہ باطل ہے.(۱)

مسئلہ ہفتم : کیا مردے زندوں کے سلام اور انکی زیارت کو سنتے اور جانتے ہیں یا نہیں؟

(۱) الروح(ص۱۸۱و۲۹۵۔۲۹۶) ط دار ابن کثیر، و (شرح العقیدۃ الطحاویہ)(۵۷۸/۲۔۵۷۹).

اس مسئلہ کو علامہ ابن القیم نے اپنی کتاب (الروح)(۱) کے شروع میں بیان کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ میت اپنے خاص زیارت کرنے والے کو جانتے اور اسکے سلام کا جواب دیتے ہیں، مسئلہ کے اثبات کے لئے درج ذیل دلائل آپ نے پیش کئے ہیں .

پہلی دلیل: ابن عبدالبر اور ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ، كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ)(۲) جب کوئی مسلمان دنیا میں اپنے کسی شناسا بھائی کی قبر سے گزرتے ہوئے سلام کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی روح کو (اس کے جسم میں) واپس کر دیتے ہیں اور وہ اسکے سلام کا جواب دیتا ہے.

اسی طرح زیارت قبور کے وقت اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت کو یہ دعاء سکھلائی ہے:

(سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ

---

(۱)(ص۵۳) ط دار ابن کثیر.

(۲) حافظ عراقی نے (احیاء علوم الدین ۴/۵۲۲) میں اس حدیث کی تخریج کو ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حدیث کی تخریج ابن عبدالبر نے اپنی کتاب (التمھید) اور (الاستذکار) میں بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کی روایت سے کیا ہے. اسی طرح اس حدیث کی تصحیح حافظ عبدالحق الاشبیلی نے بھی کی ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں (الفتاوی ۲۴/۳۳۱): ((ابن المبارک نے کہا یہ حدیث اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے، اور عبدالحق صاحب [الاحکام] نے اس کی تصحیح کی ہے).

نَسْأَلُ اللَّه لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ) ترجمہ: سلام ہے تم پراے مؤمن اور مسلمان گھر والو! اگر اللہ نے چاہا، تو ہم تم سے ملنے والے ہیں اللہ رحم کرے ہم میں سے اگلوں پر اور پچھلوں پر ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے سلامتی کا سوال کرتے ہیں اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے(١).

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے سنتے ہیں، اس لئے کہ اس میں سلام، خطاب اور ندا کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ الفاظ ایسے موجود کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جو سننے اور جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہو، سلام کو سمجھتا ہو اور اس کا جواب دے سکتا ہو، یہ اور بات ہے کہ سلام کرنے والا اس کے جواب کو سنے یا نہ سنے، اگر ایسی بات نہ ہوتی تو یہ خطاب اور سلام معدوم اور جامد کو خطاب اور سلام کرنے کے ہم معنی ہوتا، اور یہ محال ہے (یعنی اللہ اور اس کے رسول کوئی حکم دیں جو غیر معقول ہو ایسا نہیں ہوسکتا).
اسی طرح اگر مردے سلام کرنے والے کو نہ جانتے تو سلام کرنے والے کو زائر کہنا صحیح نہ ہوتا کیونکہ جسکی زیارت کی جائے اگر وہ زائر کی زیارت سے ناواقف ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے اس کی زیارت کی. علامہ ابن القیم مزید فرماتے ہیں: سارے سلف اس بات پر متفق ہیں کہ مردے اپنی زیارت کرنے والے کو جانتے اور اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ سلف سے اس سلسلے میں بہت سارے آثار ثابت ہیں (٢)

(١) حدیث نمبر (٩٧٤).

(٢)(١) دیکھئے (الایات البینات فی عدم سماع الاموات) للعلامۃ الآلوسی اور کتاب کا مقدمہ علامہ البانی کا لکھا ہوا.

نوٹ: مردوں کے سننے اور نہ سننے کے متعلق علماء کے درمیان اختلاف ہے، یعنی مردے کیا زندوں کے سلام اور کلام کو سنتے اور جانتے ہیں کہ نہیں. لیکن باعتبار دلیل شاید صحیح قول یہی ہے کہ مجموعی اعتبار سے بعض مخصوص حالات میں جو صحیح دلائل سے ثابت ہیں ان میں مردے سنتے ہیں، جیسے تدفین کے بعد واپس ہونے والوں کے جوتے کی چاپ کا سننا، اسی طرح سلام کا سننا وغیرہ، اسی قول کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن القیم حافظ ابن کثیر اور حافظ قرطبی وغیرہ
محققین اہل علم نے اختیار کیا ہے (٢).

البتہ جہاں تک اس کی کیفیت کی بات ہے تو اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے . بہر حال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مردے مطلق طور سے سنتے ہیں، تب بھی قبر میں ان کے جسم اور روح کی مخصوص کیفیت ہوتی ہے، جو دنیاوی زندگی سے بالکل مختلف ہوتی ہے، موت کیوجہ سے وہ اپنی دنیا میں پس ماندہ چیزوں میں تصرف کا اختیار نہیں رکھتے ہیں .

مذکورہ وضاحت کی روشنی میں ہر مسلمان مرد اور عورت کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشیں کر لینا چاہئے کہ مردوں کو پکارنا، ان سے سوال کرنا، ان کا وسیلہ پکڑنا، ان کے لئے نذر و نیاز پیش کرنا شریعت کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ عقلی حماقت بھی ہے.

(٢) ملاحظہ ہو مجموع الفتاوی (٣٦٣/٢٤)، اور الروح (ص ٥٣ اور اس کے بعد) تفسیر القرآن العظیم (٤٨٢/٣-٤٨٤) تفسیر سورۃ الروم آیت نمبر ٥٢ ﴿فانك لا تسمع الموتى﴾ التذکرہ (١٨٣/١) مسئلہ کو مزید دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر اضواء البیان (٤٢١/٦-٤٣٩) تفسیر سورۃ النمل آیت نمبر ٨٠ ﴿فانك لا تسمع الموتى﴾.

(٢) مصادر سابقہ نیز ملاحظہ ہو (الروح) (ص ٧٨) معمولی تصرف کے ساتھ. اور مجموع الفتاوی (٣٦٨/٢٤-)

شریعت کے مخالف اس لئے ہے کہ مذکورہ چیزیں شرک اکبر ہیں،جن کے ارتکاب سے یا تو انسان مکمل طور سے دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے. یا یہ اس کے لئے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا سبب ہوتی ہیں.ارشاد باری تعالی ہے﴿ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ﴾ [سورۃ الجن: ١٨]اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں لہذا تم اللہ کے ساتھ کسی اور کومت پکارو.

اوراللہ تعالی کا یہ فرمان﴿ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴾ [سورۃ المؤمنون: ١١٧]
اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور الہ کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو اس کا حساب اس کے رب کے سپرد ہے ، ایسے کا فر کبھی کا میاب نہ ہو نگے .
دوسری جگہ اللہ تعالی نے فرمایا:﴿ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۚ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴾[سورۃ فاطر:١٣،١٤] یہ ہے اللہ شان والا تمہارا رب،اسی کی بادشاہی ہے،اور اسے چھوڑ کر جنہیں تم پکارتے ہو،وہ تو ایک ذرہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے ، اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے،اور اگر سن بھی لیں تو تمھیں جواب نہیں دے سکتے ،اور قیامت کے دن تو وہ تمہارے شرک کا انکار کر دینگے اور اللہ خبیر کی طرح آپ کو کوئی دوسرا خبر نہیں دے سکتا.

مذکورہ چیزیں عقلی حماقت اس لئے ہیں کہ عموماً مردوں کو پکارنے والے مردوں سے ایسی چیزیں مانگتے ہیں جو زندگی میں بھی وہ پوری نہیں کر سکتے ہیں (چہ جائے کہ مرنے کے بعد وہ اسے پورا کریں) یا پھر ان سے ایسی چیزیں مانگتے ہیں جسے وہ زندہ ہونے کیوجہ سے بذات خود پورا کر سکتے ہیں، اس لئے کہ ابھی ان میں تصرف واختیار باقی ہے، رہے یہ مردہ لوگ تو مرنے کیوجہ سے ان کے دنیاوی اعمال میں سارے تصرفات واختیارات ختم ہو گئے۔

مسئلہ سماع موتی ذکر کرنے بعد درج بالا تنبیہ ضروری تھی اس لئے کہ اکثر لوگ اس مسئلہ میں غلط فہمی کیوجہ سے شرک میں واقع ہو جاتے ہیں (یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ مردے جب سنتے ہیں تو ہماری مدد اور فریاد رسی بھی کر سکتے ہیں حالانکہ سننے اور فریاد رسی کرنے میں زمین وآسمان کا فرق ہے مترجم) اس مسئلہ کی تفصیل اس موضوع پر لکھی ہوئی خاص کتابوں میں دیکھنا چاہیئے

مسئلہ ہشتم: کیا مردوں کی ارواح آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات وزیارت کرتی اور ہم کلام ہوتی ہیں یا نہیں؟

یہ غیبی مسئلہ ہے جس کی معرفت کے لئے قرآن وحدیث کی رہنمائی ضروری ہے، چنانچہ بعض قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے اس مسئلہ کی وضاحت ہوتی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل

☆ مسئلہ سماع موتی جیسا کہ مولف نے ذکر کیا ہے ایک اختلافی مسئلہ ہے لیکن بعض مخصوص حالات میں مردے سنتے ہیں جو صحیح دلائل سے ثابت ہیں البتہ ان مخصوص حالات میں مردوں کے سننے سے ان کا مطلق طور سے سننا لازم نہیں آتا ہے لہذا ایک سچے مومن پر واجب ہے کہ قرآن وحدیث میں بیان کردہ احوال کے سامنے سر تسلیم خم کر دے ان میں زیادتی اور کمی سے پرہیز کرے، کیونکہ عالم برزخ کا تعلق عالم غیب سے ہے جو ہمارے (بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

ہے:(۱)

ارواح دوقسم کی ہوتی ہیں: ۱۔ زیر عذاب وعقاب ارواح ۲۔آرام وانعام یافتہ ارواح.
رہیں زیر عذاب ارواح تو یہ غم وعذاب سے نڈھال ہوتی ہیں،انہیں عذاب سے اتنی فرصت کہاں ہوتی ہے کہ دوسری ارواح سے ملاقات یاان کی زیارت کرسکیں.
البتہ انعام وآرام یافتہ ارواح جو مقیدنہیں ہوتی ہیں تو یہ آپس میں ایک دوسرے سے

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ) ذہنی ادراک سے بالاتر ہے اسی طرح برزخی زندگی کو دنیاوی زندگی سے تشبیہ دینا اس کے بارے میں قیاس آرائیاں کرتا اس غیبی عالم کے بارے میں اللہ کے اس قول ﴿ ولكن لا تشعرون ﴾[لیکن تمہیں اس برزخی زندگی کا شعورنہیں] کی تکذیب لازم آتی ہے. بہرحال اگر بالفرض مان ہی لیا جائے کہ مردے مطلق طور سے سنتے ہیں تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ وہ دنیا میں اپنی پس ماندہ چیزوں میں تصرف کا اختیار رکھتے ہیں. اگر ایسا ہوتا تو صحابہ کرام آپ ﷺ کی وفات کے بعد اپنے اختلافی مسائل کے حل کے لئے آپ کے پاس ضرور جاتے اور شہادت عثمان رضی اللہ عنہ معرکہ جمل وصفین شہادت حسین رضی اللہ عنہ جیسے سیاہ ابواب کتب تاریخ اسلام میں نہ ہوتے. اسی طرح جیسا کہ مولف حفظہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے مردوں کو پکارنا، فریاد رسی کے لئے ان کی دہائی دینا شرعی مخالفت اور عقلی حماقت ہے اس لئے کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک اکبر ہے اور پوری شریعت اسلامیہ توحید کے اثبات اور شرک کے رد میں ہے. عقلی حماقت بایں طور ہے کہ جو انسان بذات خود دنیاوی زندگی میں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے دوسروں کا محتاج تھا وہ مرنے کے بعد ہماری ضرورت کیسے پوری کرسکتا ہے.

(۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (مردوں کو ان کے اہل واقارب کے احوال سے آگاہ کیا جاتا ہے، اور اسے وہ جانتے ہیں، جیسا کہ اس سلسلے میں بہت سارے آثار مروی ہیں). ملاحظہ ہو کتاب الاخبار العلمیہ من الاختیارات الفقھیہ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ) تالیف الشیخ علامہ بعلی (ص۱۳۵) تحقیق الشیخ احمد بن محمد الخلیل طبع دار العاصمہ ریاض، مزید ملاحظہ ہو اضواء البیان (۴۲۱/۶ ـ ۴۳۹) للشیخ محمد امین الشنقیطی رحمہ اللہ.

ملاقات اورزیارت کرتی ہیں،اوراپنے دنیامیں گزرے ہوئے حالات اوردنیاوالوں کے بارے میں گفتگوکرتی ہیں،ہرروح اپنے ہم عمل روح کےساتھ ہوتی ہے.

ہمارے نبیﷺ کی روح رفیق اعلی میں ہوگی.ارشادباری تعالی ہے﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾[سورۃالنساء:٦٩]اورجوشخص اللہ اوررسول کی اطاعت کرتاہےتووہ ان لوگوں کےساتھ ہوگا جن پراللہ نے انعام کیاہےیعنی انبیاء، صدیقین، شہداء ، اور صالحین کے ساتھ ،اور یہ کتنے اچھے رفیق ہیں .

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ معیت (یعنی آیت کریمہ میں مذکورہ معیت) دنیا، عالم برزخ ،اورآخرت تینوں میں ہوگی ،آدمی کی جس سے محبت ہوگی وہ تینوں عالم میں اس کےساتھ ہوتاہےارشادباری تعالی ہے:﴿يَاأَيَّتُهَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾[سورۃ الفجر: ٢٧-٣٠]اے اطمئنان پانے والی روح!اپنے رب کی طرف لوٹ چل،تواس سے راضی وہ تجھ سے راضی،تومیرے (نیک) بندوں میں شامل ہوجااورمیری جنت میں داخل ہوجا.

یعنی آیت کامفہوم یہ ہواکہ:اے روح تومیرے نیک بندوں میں شامل اوران کے ساتھ ہو جا،یہ بات روح سے موت کے وقت کہی جاتی ہے.

اسی طرح اللہ رب العالمین شہداء اورشہادت کے جزاء کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

يُرْزَقُونَ ۔ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّه مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾

[سورۃ آل عمران: ١٦٩۔١٧١] ترجمہ: جولوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو، وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق پا رہے ہیں، جواللہ تعالی کا ان پر فضل ہو رہا ہے اس سے وہ بہت خوش ہیں، اوران لوگوں سے بہت خوش ہوتے ہیں جو ان کے پیچھے ہیں اورابھی تک (شہید ہوکر) ان سے ملے نہیں، انہیں کچھ خوف ہوگا اور نہ غم زدہ ہونگے.

یہ آیات کریمہ شہداء کے آپس میں ملنے پر تین وجوہ سے دلالت کرتی ہیں:

پہلی وجہ: یہ لوگ اپنے رب کے پاس باحیات ہیں اوراللہ کی طرف سے روزی پا رہے ہیں (اور ہم عمل شہداء کی روحیں ایک ساتھ ہوتی ہیں) اور جب یہ لوگ باحیات ہیں (اور ساتھ ہیں) تو ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہونگے.

دوسری وجہ: یہ لوگ اپنے بھائیوں کی آمد اور ان کی ملاقات سے خوش ہوتے ہیں.

تیسری وجہ: لفظ [یستبشرون] عربی زبان میں لفظ [یتبا شرون] کی طرح ایک دوسرے کو بشارت دینے کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی یہ شہداء آپس میں کسی شہید کی آمد پر ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہیں (جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں).

اسی طرح ارواح کے آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرنے پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے امام نسائی اورامام ابن حبان، اورامام حاکم نے بسند صحیح حضرت ابوھریرہ

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (۱) کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب مؤمن کی موت قریب ہوتی ہے، تو رحمت کے فرشتے اس کے پاس سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں، اور کہتے ہیں: اے روح! اپنے رب کی طرف چل جس سے تو خوش ہے، اور وہ تجھ سے خوش ہے، اللہ کی رحمت اور اس کی رزق کی طرف، اور اپنے پروردگار کی طرف جو غصے میں نہیں ہے پھر وہ عمدہ خوشبو دار مشک کی طرح نکلتی ہے، نکلتے ہی فرشتے اسے ہاتھوں ہاتھ اٹھاتے ہیں، اور آسمان کے دروازے پر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا خوشبو ہے جو زمین سے آئی ہے، پھر اس روح کو وہ مؤمنوں کی ارواح کے پاس لاتے ہیں، جسے دیکھ کر یہ ارواح اس سے کہیں زیادہ خوش ہوتی ہیں جتنا خوشی تمہیں اپنے کسی غائب کی آمد پر ہوتی ہے. وہ سوال کرتے ہیں فلاں شخص (جسے وہ دنیا میں چھوڑ گئے تھے) کیسے کام کرتا ہے؟ پھر یہ روحیں کہتی ہیں ٹھہرو ابھی یہ دنیا کے غم میں تھا، یہ روح کہتی ہے کیا وہ شخص تمہارے پاس نہیں آیا؟ (وہ تو مر گیا تھا) روحیں کہتی ہیں تب وہ دوزخ میں گیا ہوگا.

اور جب کافر کی موت آتی ہے تو عذاب کے فرشتے ٹاٹ کا ایک ٹکڑا لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں اے بد روح نکل! تو اللہ سے ناراض ہے، اور اللہ تجھ سے ناراض ہے، اللہ کے عذاب کی طرف چل، پھر وہ نکلتی ہے جیسے سڑے مردار کی بدبو یہاں تک کہ اسے زمین کے دروازے پر لاتے ہیں (جو اوپر ہے جہاں سے آسمان کی حد شروع ہوتی ہے، یا نیچے ہے

---

(۱) سنن نسائی (۱/۳۵۲) صحیح ابن حبان (۷۳۳۔موارد) المستدرک (۱/۳۵۲) ملاحظہ ہو صحیحہ بھی (۱۳۰۹).

اسفل السافلین میں) وہ کہتے ہیں یہ کیسی بدبو آرہی ہے، پھر اسے کافروں کی روحوں کے پاس لے جاتے ہیں.

قارئین کرام! برزخی زندگی اور اس کے احوال وکوائف پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ جس منزل کی طرف ہم سفر کرنے والے ہیں وہ بڑی پرخطر اور سنگین ہے، پھر بھی ہم اللہ کی طاعت وبندگی (جو اس منزل کے لئے زادسفر ہے) میں سستی وکوتاہی کرتے ہیں، گناہوں کے ارتکاب سے باز نہیں آتے، درازی عمر اور بہت ساری امیدوں کے دام فریب میں پھنسے ہوئے ہیں، قسم ہے رب کائنات کی یہ (دنیا کی شادابی ورنگینی میں پھنسنا، اس سے دھوکہ کھانا، اور برزخ وآخرت کو بھولنا) ہماری سب سے بڑی غلطی ہے اور ایسا نقصان ہے جس کی تلافی اور تدارک ممکن نہیں الا کہ اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم اور رحمت کا ہمیں سایہ عطا فرمادے.

الہی! تو ہی ہر قوت وطاقت کا تنہا مالک ہے، ہم تجھ سے تیری خوشنودی اور جنت کا سوال کرتے ہیں اور تیری ناراضگی اور جہنم سے ہم تیری پناہ چاہتے ہیں.

اے اللہ ہم پر، ہمارے والدین پر نیز سارے مسلمان بھائیوں پر رحم فرما (آمین)

وصل اللهم وسلم على عبدك ورسولك محمد

وعلى آله وصحبه. أجمعين.

ترجمہ/محمد عرفان محمد عمر

٠٥٠٧٢٣٠١٦١